

مکمل ناول

”آنکھیں پوری طرح کھلتی نہیں۔ کہ زبان فر弗ر چنان شروع ہو جاتی ہے۔“ کومل نے جھلا کر تکہ اس کی کسرپہ مارا اور اٹھنے لگی۔

فرحان نے اس کا ہاتھ نور سے کھینچ کر اسے اپنے اور گرانے کی کوشش کی مگر وہ طرح دے گئی اور ایک جھنٹے سے اپنا ہاتھ چھڑالیا۔

”وفہ! بس نام کی کومل ہو۔“ وہ جھنجولا تاہواںٹھ کر بیٹھ گیا۔

کومل اب اس کے کپڑے وارڈروب سے نکل کر صوفیہ پھیلارہی تھی۔

”بس جان چھوڑواب بستر کی اور۔۔۔“

”تمہاری پکڑوں۔“ فرحان نے اس کا جملہ پورا کیا۔

”فرحان! پلیز اٹھ جاؤں۔۔۔ نوبختے والے ہیں۔“

اُن نہاشتہ نیبل بر لگانے کے بعد کوئی تیسرا بار رے میں آکر اسے جھنجھوڑتے ہوئے جگانے کی اشکی۔

”جھنپی پر یہ لگوادیتے ہو صبح صبح۔۔۔ اوپر سے نیچے۔۔۔“ اپر بھاگ بھاگ کر ہی میں آدھی رہ گئی۔

”تھی؟“ فرحان نے نیند سے بھری آنکھیں ذرا کوئیں اور خود سے جھکے اس کے خوب صورت سراپے کو شراری انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔

”اگر ابھی بھی تم آدھی ہو تو تمہیں میرا شکر گزار بناہیے جو اوپر سے نیچے اور نیچے سے اپر بھاگ بھاگ ایسیں قابو میں رکھا ہوا ہے درنہ تم تو ساہیوال کی بنیوں کو بھی پیچے چھوڑ دیتیں۔“



اس کے من من بخاری ہوتے قدموں نے آئے
بیٹھنے انکار کر دیا۔
پہلے میں نے تحسوس کی ہے اس نے بھی کی ہو
لما۔ پس اس نے صفائی رہا چاہی گمراہے الفاظ انہے
لما۔ سماں اس کے شانے چھپتے ہوئے کراندر
لئے۔ سعیدہ اس کے پہنچاتے ہوئے کراندر
لئے۔ بھی تھیں۔

”بھی بھی سے نظر آتے ہیں سرکار میرے۔“
فرحان نے اس کے چڑے چڑی لٹ کو جھوٹے
پہنچا۔ وہ بدستور کشنز کے کور تبدیل کرنے
مصروف رہی۔
”تمہیں پتہ ہے میں تمہیں سرکار کیوں کہتا ہوں
س لیے کہ تمہارے سامنے میراہی حال ہوتا ہے جو
مرکار کے سامنے غریب عوام کا ہوتا ہے“ وہ یہیش کی
لیے تھیں اس کے مودوں میں لگ رہا تھا۔
”لما ہمیں بندھی رہتی ہے میری ذر کے مارے۔“
”اناڑتے ہو مجھ سے؟“ کول نے خلک لجھے میں
چھا۔

”اس سے بھی کہیں زیادہ۔“

”میری بست بڑی ہوں تم سے۔ اس لیے؟“
ذر اک ذرا لمبا تر رُدک کے اس نے پوچھا تو فرhan کی
ماری میر بخیہی ہوا ہوئی۔
”کول!“ رہی تھی سے اس نے پکارا مگر، انہیں
کرتے ہوئے کشنز اٹھا کر کرے سے نکل گئی۔

”زیا کی طبیعت صبح سے ٹمپک نہیں تھی۔ کول
اکے بنپھل سنہیاں کر لہاں ہوئی تھی۔
”بس بھی کرو۔ اف دیاں پھٹ رہا ہے میرا اس
کے باجے سے۔ رو رکھتی بھی نہیں ہے۔“ وہ
ذور دہانی ہو رہی تھی۔
”دوون بخار سے پھنکتی رہی ہے بچی۔ تم سے ذرا
مارو تا براشت نہیں ہو رہا۔“ سعیدہ ترپ کے آگے

”ربنے دے۔ سوتے سوتے در بھی و سکھی اور پڑی
کر مجھے۔“ تجھے ہو چکا ہے کہ کام کی تباہی کی اسے بھی
کیوں خود کو مشکل میں ڈالتی ہو اور اب کون مبارک
وقت کانچ یا اسکو پہنچتا ہوتا ہے۔ تجھے اپنے کام
ماں میں تو لیے ہی چلا تے رجتے ہیں اس پر۔“
”آفس ٹائم نگبے تک دس بجے تک مکمل
فرحان کی صحیت کے خیال سے یہ کہہ رہی تھی۔ مولا
دن آفس میں بیٹھنے کا کام سے رات سات آٹھ بجے
واپسی۔ بست ہوا تو ذرا ٹیونگ کرتے ہوئے کچھ کل
آہنگ کا پرد گرام اور پھر سوتا۔ کوئی فریکش ایسی
ویٹی تو ہوئی چاہتے ہی۔ انسان فٹ رہتا ہے۔
انھا مشکل للتا ہے تو کم از کم اسے رات کے کھانے
کے بعد ہی واک کرنا چاہیے تکرہہ ہے کہ رات ایک
ڈینہ بجے تک لی وی کے سامنے سے نہیں ہلتا۔ تجھے
بار میں نے کہا کہ کوئی جم یا لکب ہی جو اتنے کراو۔ کوئی
سر ٹیونگ۔ بولی نیلیں سنس کوئی اور نہیں یا۔ کمی دیکھی
از مبفتحہ میں دوبارہی سکی۔“

ندنوں ساں بہو نسخ کی تازگی اپنے اندر آتا رہے
ہوئے گھر کے ان میں چھل ندی کر رہی تھیں۔
سعیدہ نے کوئی کیا بات سنتے ہوئے اسے غور سے
ایکھا۔

”واہی گھری نظریں خود پر محسوں کر کے چڑکی۔“

”میں نے کچھ غلط کہا میں؟“

”میں۔ غلط نہیں کہا البتہ غدا کر ضرور رہی ہو۔“

”تھی؟“ بی اطعا نہ کہی۔

”یہ کہو کول ابرامت ماننا۔ میں سمجھتی ہوں کہ تم
ایک تیکاری ہو۔“

”میں نے ایک کوشش کی تھی۔ ایک ناکام کوشش۔“
باہر آئی سعد سے فرمان کی تکریہ ہوتے ہوئے پیچ
وہ سونے کے لیے اتنی جلبی میں تھا۔ نہ یہ سال اس
لئے کہ کریمی رکھ رکھ رکھ رکھ رکھ رکھ رکھ رکھ
”میں نے ایک کوشش کی تھی۔ ایک ناکام کوشش۔“
”اہے صلح ہو کر میرے جانے کا عادی ہوتا نہیں ہے۔“ تھر انجائش منہ علی کمی گمراں میں وہ خصوصیات رکھنا
اور پھر اس کے اثبات میں ہر لامنے۔ سکر انجھ سر گھول اس ہو لرہئی۔

جاگنے کے عادی ہو جاؤ اور وقت پہ آفس جانا یکھو۔“
”مگر سویٹ بارت! آن تو میں روز سے زیادہ یہ
ہونے والا ہوں۔ ویکھو میں انھا ہوں سازھے نو دس
بجے تیار ہوئے تھے ہو آہوں سازھے دس باشت کرتا
ہوں اور وہ نے سیارہ یا گیاں بجے تک نجھے تمرد ہکے دے
کر اب کی تھنکیوں کے ساتھ میں رخصت کرتی ہو۔“
تھر آج تم نے زرد تی نجھے سازھے چھبے یہیں ملا کر
کھڑا کر دیا ہے۔ سات بجے اگر تم تھر حاکریوں تک آ

کر بجھے دیوار سونے کی اجازت دیتی ہو تو میں اتنا یہ
”اوھا ہفتہ تو لازماً“ وصل کر دیں گا۔ یعنی آجستھے خٹ
کی اضافی میزد اور ہر کام میں تو ہے گھنے کی مزید ناخیر۔

”یا اتم۔“ کوئی نے اپنا سر تھام لیا۔ ”تم ایسا کو
سات بجھے کا انتظار مت کرو اور جاؤ۔ جا کر دیوارہ سو
جاو۔“

تھک بار کے اس نے باتحہ جوڑے فرhan نے
گھری میں دلت دیکھا۔

”چھ بجے کر بیا میں من۔“ کرے تک جاتے
جاتے مزید تین منٹہ نہیں بندہ منٹ تو پھر بھی زائد تین
میرے ساں۔“

”تم بھی نہیں سدھ رکتے فرhan۔“

اے خوشی خوشی لانے سے گھر کے اندر ہلکھلے کی
طرف مرتے دیکھ کر کوئی نہیں یادی سے کہا۔

”یہ بات اب تو بھی بتا رہا۔ وہ بھی اس حقیقت کو جتنا
جلدی سمجھ لیں اور سیم کریں اتنا چھاتے۔“

جاتے جاتے گردن ٹھہر کے اس نے کہا تو کوئی
چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی۔

”آن اتنی صنگ۔ اور بھاگ کہاں رہا ہے؟“
باہر آئی سعد سے فرمان کی تکریہ ہوتے ہوئے پیچ
وہ سونے کے لیے اتنی جلبی میں تھا۔ نہ یہ سال اس
لئے کہ کریمی رکھ رکھ رکھ رکھ رکھ رکھ رکھ رکھ
”میں نے ایک کوشش کی تھی۔ ایک ناکام کوشش۔“

”اہے صلح ہو کر میرے جانے کا عادی ہوتا نہیں ہے۔“ تھر انجائش منہ علی کمی گمراں میں وہ خصوصیات رکھنا
اور پھر اس کے اثبات میں ہر لامنے۔ سکر انجھ سر گھول اس ہو لرہئی۔

عرضہ پہلے بھر نے تمہاری اور کوٹل کی طے کی تھی۔“
سعیدہ نے مشکل آسان کی اور یوں اس کھڑکے در
دیوار سمت خود کوٹل نے یہ اخاذ صاف صاف سنا
تھا۔ نادل کے اندازت البتہ لگ ربات تھا وہ اس بات
سے انجان نہیں ہے۔

”مگر ای۔“

”ہر معاطلے میں اگر سکر نہیں چلے گی نادل۔“
حامد صاحب نے فیصلہ کرن انداز میں کہا تھا۔

۔۔۔

اور پھر چار سال مگر گئے۔ عامل کراچی والی جاپ
میں مکن تھا۔ میتوں بعد سعیدہ کے بہت منے شے پ
چند دنوں کے لیے آتا۔ اور کوٹل کے لیے یہ چند دن
جیسے زندگی میں بہار لے آتے اس کے آئی خبر
من کروہ اس کے کمرے میں مصروف جاتی۔ ہر یارث
سرے سے ساری آرائش تبدیل لری گوئا کوئا پکا کے
ڈکا کے رکھ دیتی۔ اس کو منحاب پسند تھا۔ تھی ہی سوت
ڈشز بنا کے فرج میں رہتی۔ ہر موسم کی ٹی سونا تھی
کنی طرح کے حلوبے، کھیر، مٹھائیں اس کے آئے پ
ہر چیز اس کی پسند کی جاتی آؤ ہے سے زیاد وہ پیش میں
کزار دیا گری۔ یونورٹی جاتا، کسی سے بھی مناجا نہ
دو یہ سر کو سونا۔ سب ترک ہو جاتا۔ اس کی کوشش ہوتی
کہ سابل کا ہر کام وہ اپنے ہاتھ سے کرے۔ اس کے
پیڑتے تک وہ خود استری کرتی۔ شاید یہ اپنے اور
اس کے اس نئے رشتے کا احساس تھا جو اسے سب
کرنے پر بھروسہ رہتا۔ سعیدہ اسے نادل کے لیے اتنا
دیوانہ دار کام لئے رہی کہ نہیں ہوتی رہتی۔

”واہ حامد صاحب! زندگی میں پہلی بار اپنے کوئی
اس کام بھی کیا ہے؟ تو اس سے میرا بھلا ہو۔ ایسی بسو میں
تھیں سے بھی خوند کے نہیں لا سکتی تھیں اپنے بیٹے
کے لیے۔“

”بہو؟— میں تو بیٹی لایا تھا۔ سعیدہ۔ بھول گئیں؟“

”بیٹی ہوتی تو رخصت کرتا پڑتا۔ بیٹیاں تو ہوتی ہی

۔۔۔ سعیدہ نے بھی سیاں کے خدشے شے کو ہوادی۔
”ہمیں تھا کہ میں یہ میرا مسئلہ نہیں۔ وہ ابھی نہ
بھی ہے ذلت اس کی مرضی۔ میں اس کے خواب
بے کرنے کے لیے اپنی خواہش کا گلا کیوں مگھنون؟“

”میں تک تو تمہاری الگی کوئی خواہش نہیں تھی۔“

”نہ بھلی میرے بڑی بس کو سنبھالنے کے بارے میں
دنیاوس کرن جواب نہیں دیا تھا۔ یہ ایکا اکی تم پر
تمہارے نے کا بھوت کیوں سوار، وہ گیا ہے۔“

”میں نے مارکینگ کی تعلیم آپ کے رہا اور پاپ
یعنی کے لیے نہیں حاصل کی۔“

”یہ تمہارے دادا، پروڈا کا جمایا ہوا کار بیار نہیں ہے۔“

”میں نے دن رات رخصت کر کے اسے کھڑا کیا ہے۔ یہ
نیا میرے برسوں کی جدوجہد کا نتیجہ ہے میں اسے
نالہ سے ختم ہو جاتے ہوں۔“

”میں نے کماہیں یہ آپ کا مسئلہ ہے۔ ویسے بھی
میں آپ کو صرف الملاع وہ رہا ہوں کراچی جانے کی
بازت نہیں ہاگک رہا۔“

”تمہرے لیے اجازت اتنا بڑا تدم اتنا اونٹے؟“

”اس کے روکتے جواب پر تھی۔ سعیدہ نے نجمانے
کی اس سے اس سے پوچھا۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔ حال روز
کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب ابوام روہ میں اپنی
منہال کر سکتے ہیں تو میں اب خود کو بند کیں رہوں۔“

”نہیں ہے سعیدہ۔ جانے والے۔“

”کوئی غلط کام نہیں کرنے جا رہا۔“

کانے جا رہا ہوں۔ یہتے ابو نے دادا تیکی کی پرہون کی
پہن چلانے کے بجائے اپنا کار بار کرنے کا فیصلہ کیا تھا
پلاں۔ ان کے خاندان میں دنداری کے نزا و پھٹ اور
کرنے

رائی ہے۔ مگر کوئی ہماری بوبن کے بیٹھے بیٹھے ہمارے
کم میں روشنیاں تھیں میرے لئے کلہ۔
اُن شاہزادوں نے۔ "مام ساپ سکراتے۔"
بادوں اور مملائی دالی محبت اب را پبل کے اور
شدت سے خمار رونے لگی تھی۔

سادل میں وہ سب تھا جو کوئی جیسی مردالی کسی بھی
لڑکی کو متوجہ کر سکتا تھا۔ وہ تعلیم یافت خوبید۔ دراز قد
انہیں حیران کر رہی تھی۔
و لکھن اور بار باب و کعب۔ سجیدہ اور بادشاہ
غمت رکھتا ہوا۔

آنے والے کے میں بندھنے والے رشتے کی کشش
تمی کا۔ وہ ان بدن اس کی جانبائل ہوئے گئی۔ نادل
ہارڈے البتہ ملے جیسا تھا۔ لیے میے رینے والا لٹک
اور ابھی جو تکی کو زیادہ فیض معمولی اس لیے محسوس نہ
ہو۔ اُک اچھی ایسا۔ کوئی بھی اس کے اکھیوں کو اس
کی ایک ایجاد کرنے کی۔ اس بات سے بے خبر
کہ، اس کے بارے میں کیا جذبات رکھاتے۔

● ● ● ● ●
"میں اپنی ایک کوئی کو پسند کرتا ہوں۔" اس بار
اس نے دھماکا کر دی۔

"تم جانتے ہو، نادل، تمہارے اب نے کس شرط پر
تمہارا مطلب بنا تھا؟" سعیدہ نے چار سال پلے والی
باستیا، لداخ تھا۔

"میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ میں آپ کے
ساتھ کوئی مطالب پیش نہیں کر رہا۔ تی اجازت مانگ
چاہتے ہیں، مل باب؛ وہ توئے بھی نہ کیا ہے؟"
رباہوں، صرف اپنا فیصلہ سنارہا ہوں کہ میں نے اپنی
زندگی میں آئندہ کے بارے میں کیا۔ چاہے پھر کسی
شرط کے مانع یا نہ مانع ہو۔ مل باب کو سے المیں
رہ رہو۔

"ریز ریز بھی تم اپنا فیصلہ سنارہجے ہو، بہانہ سر را۔" دیہ کے کی لڑکی۔ اس کی خاطر آپ۔
اس بارہوں سرا نہیں۔ اس سر را نہیں۔ اس سر را نہیں۔
رکر نہیں۔ اس نہیں۔ رکر نہیں۔ ملے ہو تو میں کہ بھپی و سارے
مزاحرات خود۔ قابو پاتے ہوئے من رہے تھے۔ ان کی
مندی سے ہی آگے پہنچا۔ کسی رہنمہ نہیں۔ سر رکھنے، ملائی کئی پیش نظر۔ سعیدہ نے انہیں تاکید کی بھی
رکر کر کر رضاہندی کو ہزار لی بھی نہیں ہوئی۔" سر رکھنے کے لئے کی نفاذ کے دوران اندر۔ آئیں۔ وہ

لڑکیوں کو آئے والے بنوں کے ستر چک خواب بت
کے ساتھ ساتھ یہ دھڑکے بھی ستاتے ہیں کہ جانے یہ
خواب اپنے دامن میں کون سے خار ہمیشہ ہوں۔
جانے میں باپ کی محبت بھری آنکھ سے نکل کر کتنی
جنت سنبھلی پڑے مکرہ ان اندھوں سے بھی بے نیاز
تھی۔ آئے والے دن بھی اسے اسی آنکھ میں
گزارنے تھے جہاں بچپن اور لاکھن لزر اتھا۔ کسی
لوگ ہوتے جو دہراتے رشتے میں بندھ کے اسے دہراتی
خوشیاں دینے والے تھے۔ پھر۔ پھر یہ لیا ہوا۔ اسے
لیکن یہ ت آرہ اتھا۔

"لیاوار اتنی راتی میں ایک معمولی لڑکی ہوں؟" اس
نے آئینے سے سال کیا۔
کسی اور وقت وہ سوال کرتی تھا شاید آئینے برداخشوں
کن سا جواب رہتا تھا اس وقت جب وہ اپنے شہزادہ
چہرے پا تھے پھر سترے ہوئے یہ پوچھ رہی تھی آئینے
نے اس کی زور دنگت، متورم آنکھیں اور
ٹھکرائے جانے کا کرب سستا ہو رکھا دیا۔

"ہاں، شاید۔ شاید میں نادل مسعود کے قاتل
نہیں ہوں۔" اس نے ہماراں مل۔
ٹھکرائے جانے کا کرب سستا ہو رکھا دیا۔
شادی نہ کرنے کی نہیں تھی۔ نادل نے ان کے لاؤ لے
بیٹھنے نے ان کی ماستا کاغذ ور تار کر دیا تھا۔ وہ جس پ
سب سے زیادہ بان اور ناز تھا، وہی سب کے ساتھ اس
مان کی وجیاں بکھر گیا تھا۔ ان کی ماستا کھیاں ہوئیں سی
سب سے منہ چھپائے سک رہی تھی۔ اس پر ائمہ
پیشہ حادثہ دھب کے طعنے۔

"میں تو پہنچنے جانتا تھا اس کے تیور کیا ہوں گے یہ
شروع ہی سے بے دید اور بے لحاظ رہا ہے مگر یہ تم تھیں
جس کو نے اس سے ضرورت سے زیادہ ہی تو ٹھاٹھا بستی
کر رکھی تھیں۔ آنے سے چھ سات سال پلے جب تم
نے اس خواہش کا انہصار کیا تھا کہ تم کوئی اور عادل کو
ایک رشتے میں باندھنا چاہتی ہو تو یاد کرو میں نے کتنی
نیامت کی تھی۔ تم سے کہا تھا کہ اس لڑکے کے
دواں سے خواب مت دیکھنا۔ اس کی آنکھوں میں

زاں، دھوڑے۔ حال سجا ہاں گی۔ اس وقت ایک
لہو۔ کسے تھے ان کے لہو میں کتنا تھا خر تھا۔
لہو۔ کہا تھا۔ بھرا تھا۔ بیسے ان کا بینا انہیں انکار
زیستی کے کا۔

باہر بخڑھنے والے کو سری اور بد تینی کام ظاہر ہو
کہ ان کو تقدیم کر کارہے تھے اور دب بات حد سے
بھروسی دیجھر کر اندر آگئے۔
لڑکے کے انسان تم خود ہو۔ بلکہ دنیا کے ساتھ
لہو لی کوادے نکلو تو شاید اک نکا بھی دامن لگے۔

پیسے جیسی لڑکی کو ملکارے ہو تو۔
بہر اچاٹ کر مجھے مرنا نہیں سے۔ آپ سنبھال
کر، کھیس اپنے اس بیرے کو اور بخت اپنی زندگی جینے
پڑے۔

اس۔ با تھے جوڑے۔ منہ طما نج کھانے کے
ہداس کا چہرہ احساس توہین اور طیس دیانے کے سبب
یک راتھا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اپنی زندگی جیو اور بختے اپنی موت
مرنے دو۔" سعیدہ نے کہا اور رونے لگیں۔
"آپ نئی سیست۔ اونٹنل بیک میلانگ۔"

پڑے کے بہر دیا۔

سعیدہ کس تلاف کے ساتھ یہ آنونس کر
ری ہو۔ دفع دوئے دو اس نامزاد کو ٹھاٹ دے دے
مول۔

انہوں نے نادل کو کو دیا جانے کا پروانہ دے دیا۔

● ● ● ● ●

کوئی نے زندگی کے ابتداء ملے ملے با باب سے
ہل کا ایک ایسا دل کی دکھ ساتھا جس کے بعد ہر کوئی
پہنچا گوں ہو تاہے گھر واپس کے خالد مسجد اور مدد
نے اسے یوں نازوں تم سے پالا کر دے۔ صرف اپنی زندگی
کے اس سب سے بڑے دکھ اور محرومی سے بے نیاز ہو۔

تین بلکہ اس کے دل کو دکھ کا زانقہ بھی بھولنے کا تھا۔
بے میں نادل کا ٹھکرانا اسے جو اس بانتے کر گیا۔ اس
بنت میں تو اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ اس نرکی
دواں سے خواب مت دیکھنا۔ اس کی آنکھوں میں

پسند اور سر پھرا سمی تکمیر کا ماحول ایسا نہیں تھا کہ وہ
اپنے بھول کے ساتھ بد زبانی کرنے کا عادی رہا ہو۔ اس
نے جو کیا وہ اس کے مزاج اور نظرت کے ختن مطابق
تحمکر تربیت کی تختی نے اس کی عادت اور معامل
نہ بننے دیا تھا۔ اس پر اس کے کراچی آجائے کے
باوجود دن بھی، اب تک تک مرے کوئی فون نہ آیا تھا
فکر سے ان کی شدید تاریخی میال بیوری تھی۔ کہ خود
فون کرنے کی اس کی بہت نہ ہو رہی تھی۔ اسی لمحش
اور ندامت تسلی دبے ہوئے کی وجہ سے وہ تائیے کے
گرد ولے پردازہ و ارشاد رہے ہو رہا تھا جیسے: وا کر آتا تھا۔
اور تائیے کو جو بات بڑی طرح کھل رہی تھی۔

”کہیں تم اپنے فیصلے پر بچھتا تو غمیں رہے تاہل؟“
 ”کیا تم ایسی چیزیں بوتائیے جس سا کروئی بچھتا ہے؟“
 اس نے النساوں کیا جسے سن کرتا ہی کی آنکھوں
 میں ایک چبک لرمائی۔

”شاید کوئی ایسا ہو جسے کھو کر تم پچھتا رہے ہو؟“
 یہی نے پتھر بھی دا میں تیر چلایا۔ حالانکہ وہ جانتی تھی کہ تاہل اس کی طلب میں اتنا حفس چکا سے کہ طب کوئی اور چیز اس طلب کی شدت کو کم نہیں کر سکتی۔ تھر اس لئے اس کے ساتھ بھی وہ بار بار اس کی زبان سے یہی اہمیت کا اقرار سننا چاہتی تھی۔

اس سوال کے جواب میں عامل نے ایک تتمہ
ذمیا۔

”کوئی ایسا ضرور بے جس سے پتھکارا پا کے میں خود کو بنانے پہلا کام نہ دوس کر رہا ہوں۔“

اس نے تائی کاہتھ پر جوش انداز میں تھام کرائے
تھیں دلایا۔ اسی وقت اس کی جیب میں رکھا موبائل
ڈاؤن برج اٹھا۔

”پاپیز عالی! اُتنی بار کہا ہے کہ میرے ساتھ ہوتے
ہوتے سے آف رکھا کرو۔“

اس بار تائیہ نے کسی محبوبہ کے سے نازد ادا سے
بھرپور لبجے کے بجائے کسی بس کی سی رعنوت کر
ساتھ کھاتوں: وہ اس کا باتیہ اپنے لبیوں سے لگا کر اے
اندھنا کا لیکھن دلانے جا رہا تھا ہرگز برا مگیا۔

لماںے جاتے ہیں کے کاندھوں پر سوار ہو کے
پتندیر کی مہیاں تھیں کہ اسے تانیہ کے کاندھے
لئے تانیہ نے اسے اپنے کاندھوں پر خوشی
سوار بھی کر لیا تھا۔ اب آخری نام اس کے کرنے
لیے رکھا تھا اور وہ تمہاری سوہنہ کر رہا تھا۔

ت در باتھا۔
تمیز یہ ثابت کرنے کے لیے آزمی مخت کر رہا
اور اسے لیے عامل مسعودے بستر کوں خفیہ ہو
نم اسکتا۔

”پھر تم اتنے دُپر نسلہ کیوں لگ رہے ہو؟“
”ورلیس نمیں۔ شاید بس یونی۔“

اب وہ اسے کیا جاتا ہے کہ کامل سے ثابت کرنے
چاہنے کے لیے وہ اپنے گھر میں ایک بیانار کرتے آ رہا تھا

اے باب کے سامنے تن کر دید بدو جواب بھی دے
تو اور یہ باور بھی کرا آیا تھا کہ اس سے کسی کی لسم کے

بھوتے بافریاں لی امید نہ رکھی جائے مل رائیا کرنے
کے بعد مسلسل اس کے مل کو ایک خلشی نے گھیرا: وہاں
ایک خلشی کو مل کے حوالے سے نہیں تھی مگر اپنی
حکایت کے حوالے سے ضرور تھی۔ وہ کتنا بھی اکھر خدا

مجھ پتھر بجے نظر آتے ہیں۔ یہ من مانی کرنے والا سر پھرا ہے۔ کسی دعویٰ کا ہام اس سے وابستہ مت کو سکرتم نے مجھے قائل کر لیا۔ اور اب دیکھ لیا تیجہ؟ سارے خاندان میں یہ بات پھیلانے کے بعد کہ کوئی ہماری بوبنے کی اب ہم کس منہ سے یہ اخراج کریں کہ ہمارے ناخلف میئے نہ اس شادی سے انکار کرونا ہے۔ کتنی بد تائی ہو گئی اس پیکی۔

"بچہ میں ہو نا خامد سا بب۔" سعیدہ نے آنکھ پر لی کم جلا؛ وانہیں ہے۔ "وہ رونے لگیں۔" بس اُریں بلد سا بب۔ سعیدہ نے جلا میں۔

"میں دعیت بتا رہا ہوں۔ رونے سے کیا ہو گا۔
بھوپنے گی ان شا باللہ آے میرا نیم۔ سچھی
کوئل کی شادی ضرور ہو گی اور وہ رہتی ہیں گھر کی
میں ان وسائل کا سامنا کر رہا ہیں ہو گا۔"

”کن حلاحت کی بات کر بے چس آپ؟“ کو شرم نہ نہیں: ”نے دوں مگی۔ نے خاندان و اقبال کے ۱۳ پتے بیٹے کی تافریلی اور گستاخی کے دکھ سے باہر آ سامنے نہ اللہ کے حضور۔“

کرو کھو سعیدہ۔ اسیں صرف اس کے جانے کا دھر رلا
ہاتے۔ یہ دیکھو کہ اس کا جانا کس کس کورانے والا
ہے۔ کوئی پلے بھی ہماری ذمہ داری تھی اس بھی ہے
زراب یہ ذمہ داری میرے شان جو کافی ہے۔
کس منہ سے خاندان برادری میں اس کے لیے
شے کی بات کروں۔ ”

”رسٹے؟“ سعیدہ کو دھچکا۔
”ہم کیا نادل کے نام پر فربہ کنوارت بھائی رکھتے
راندے؟ اب اس لی شابی کی فربے۔ میں تم بت
اے کے فخر سے سکھ وڑا، ناجاہت اتنا گرفتار

بعد چار سال تک اس بلاگن نے بھی مختلف حیلے
ل سے نالے رکھا۔ پنجی نے اس انتشار میں ایم
بٹھ کر اس کا زکا ایجاد کیا۔

"نمیں۔" نامل کے مختصر زواب پر اس نے ایک جنگل سے انہا سر انہما کے نشانی سے اسے دیکھا۔

میں سوچتا ہوں کہ اس دنیکی انسانیت میں ایکی / نہ مل راوا۔ کونکا۔ تم میرے لیے خامی نہیں
لڑکی کی زندگی میں جو زہر حکولابے نہ بست — خاص تر ہو۔ غریز نہیں غریز تر ہو۔ تم میری

ب کھوئی، کوشش نہ ملا بڑھ اپنی کمی زندگی میں ہمیں / پریستاکول میں وجہِ بھی میں بن سٹینس آن گاہداواہ و تم سو طرح خیز سوال کریں کے باہر رشتہ کریں

جنمازتے ہاکر اگر لئی اونی ہیں اُنیں ہے اندر مار کارٹ نہیں۔ بیوی کے باڑے میں یوں میں سوچا باہر

”پتہ نہیں آج کیسے آن رہ گیا۔ ہمیشہ تو میں۔“
وضاحت دتے ہوئے وہ فون آف کرنے ہی والا تھا کہ
اسکرین پر گھر کا نمبر دکھ کر جو نک گیا۔
”کیا ہوا؟“ اسے فون پر نظریں جمائے تذبذب کے
عالم میں گھر بے دکھ کرتا نیچے نے پوچھا۔

”گھر سے فون ہے۔“
وہ ایک سلکتی نظر اس پر ڈال کے اپنا ہاتھ آستھی
سے اس کے ہاتھ سے چھڑا لی ذرا ہٹ کے گھری ہو گئی۔

”شاید ای کا ہے۔“ وہ اجازت طلب نظریوں سے
دیکھتا سے کہہ رہا تھا۔
”بلی تو کرو بات۔“ کس نے روکا ہے۔“ وہ ست
روی سے آگے جلنے لگی۔
”پہلو۔“ فون کاں سے لگانے کے بعد بھی وہ دم
بلا تاس کے پیچے پیچے چلنے سے باز نہ رہ سکا۔
”جی ای۔“

انتہے دنوں بعد گھر سے فون آنا ایک خوشی کی
احساس تھا۔ ”یعنی اب بھی دلوں میں گھنباش بالی ہے۔
— شاید ای نے یہ بتانے کے لیے فون کیا ہو کہ وہ
میری خواہش کے آگے بارہ ملٹی ہیں اور انہوں نے
ابو کو راضی کر لیا ہے کہ وہ خوشی خوٹی میری۔“
وہ خوش فہمی کے پل باندھ رہا تھا جب وہ سری
جانب سے ای نے اسے ایک ایسی اطلاع دی کہ وہ
حریرت کا اظہار تک کرنا بھول گیا۔ اس کے قدم خود بخود
تمم گئے۔

ٹانیہ جو بظاہر لاپرواٹی سے آگے چل رہی تھی
اس کی خاموشی اور رکنا محسوس کر کے نہ فکری اور
پلت کر دیکھا۔ وہ چترے پر عجیب ساتھ لیے جما لھرا تھا
میں دھکیل کر اولاد کو بلیک میل کرنے لگتے ہیں۔

”کیا ہوا ناہل؟“ عادل کے ناہلات اسے کسی غیر
معمولی بات کا احساس نہیں۔ روز کی سرسری میں تو زہر نہیں کھایا۔ اگر ایسا ہے بھی تو تم وہ
ہال۔“

نالیں چونکا۔ اس نے دھیان دیا۔ فون کسی کا بند سرسری کر ایک کیسے ہے۔“ وہ بارہ پنکاری۔ ”کیسی تماری اس
اہو کو دیکھتا۔ اس نے اتنی کیسے دیا۔“ اس کے دباؤ کی بیجی میں کھایا۔ اگر ایسا ہے بھی تو تم وہ

ازں نہیں ہو جس کے بغیر اس قبر میں نہ اکرا جا سکے۔ اب تھی اس ساری حکومت کی تباہ ہوئے والا بھائی بول نے پریشان سے اپنا اعتماد لے اب وہ اسے بخشنے والی تھی۔

"تانية۔ پیزیز میرا یقین کرنے میں آجاوں گا۔ انہیں ایک بار وہی جانے دے۔ ایک رات ہی آجاؤں گا۔ نئے ایک بار وہی جانے دے۔ ایک سوچ نہ ہاں ہے۔ فارغ ہوتے ہی نکل آؤں گا وہی۔" مسکنے اور تماری قسم میرے جانے یا نہ جانے کا کوئی تعلق نہیں۔ میں صرف اپنی مل کے لیے ڈھر جا رہا ہوں۔"

"میں کسی طرح باہم پر چڑھوڑ کے وہ تانية سے ایک دن کی چمنی لینے میں کامیاب ہوئی گیا۔

"مجھے جیرت ہے۔ میں اسی کا اپنے یہ فتح کیے یا؟" وہ جب سے آیا تھا میریدہ روز رو کر لیا گیا، ہورہی تھیں اور اسے حاملہ بات زکیں کرنا شروع کیا۔ "میں مرف آیک دن کے لیے آیا ہوں۔ آپ مجھے یہ سملہ سنبھال دیں۔ نئے کل واپس بھی جانا ہے۔" "میرے وجہ سے؟" وہ پہنچا۔

"بل۔ کیون۔ تمہارے باب کا خیال ہے کہ میں تماری شادی کا خیال سب سے پہلے میرے پس میں تیਆ ہے۔ یہ سیری خواہش تھی اس لیے اس کے نتیجے میں کھڑے ہوئے دے اے فساہی سزا بھی نہیں ملنی چاہیے۔"

"ابو ایسا اعتماد فیصلہ کر بھی لیے سکتے ہیں؟" "باب ہے تمہارا۔ جب تم ایسے فتحے کر سکتے ہو تو، اسی رسول گے۔"

"آپ مجھے ان سے بت کرنے کیوں نہیں دیتیں؟" "شوہن سے کوشاوی۔ تم تم کو۔ مگر کیا تم یہ شادی کچھ اون بعد نہیں کر سکتے؟" "جسی باش کروں ہیں اسی؟" اسے محبراہت کیا تھوں۔"

"ریپ برباد عامل لے کر تجھے کہنے دیں لیں گے۔" "اپنی زندگی بناتے رہتا ہمیں کی زندگی بھی تم پر ہونگوں پہ باتھ رکھا۔"

"ریپ تم اب تو خوب رہو یا کہ کہو یا کہ کہا۔" قرش بے مثنا جوہی تھیں زندگی یعنی کاوسیلہ بنی۔"

"تمہاری وجہ سے اس گھر کے حالت تک میں اپنے بھاپے کو رسماں سے بچانے کے لیے تمہارے پاؤں تک پڑتے۔"

"میں نہیں مانتا۔ وہ ایسے مانتے والا نہیں ہے۔" سعیدہ! میں اس سے بھی واقف ہوں کہ بات ہوں اس کا۔ اور تم سے بھی، کیونکہ زندگی کے میں مسل تھمارے ساتھ گزارے ہیں۔ ضرور تم نے کچھ ایسا کیا کیا بتا آکر۔

"بھر بھیں۔ عامل بدک کے چھپے ہٹا۔" "لے اپنے لاہور آنے کا انوس ہونے ہے۔" میں نہیں ایسیں آیا ہی کیوں تھا؟" وہ جنمبلہ

"بھا۔" وابسی کا راستہ تو ہے ہی تھارے پاس زندگی بھی کھلا ہے مگر ایک بار جاؤ کے تو یہ دروازہ براہ راست ہے۔ اسکے لئے جسکے میں کھلے گا۔ میرے مرے

"بھا۔" اکارا۔ طب ہے اسی! اپکھہ النا سید حانہ کردا ہے۔

"بھا۔" کے غصے اور شدت مزاجی سے واقف تھا۔ "آپ میرا مسئلہ ہے اور میں اور کروں بھی کیا۔

"یا آپ خیال ہے میں زمانے بھر کو صفائیاں پیش کر لیے زندہ ہوں؟ جاؤ تم جاؤ یہاں سے۔"

"بھا۔" سایک جانب بیٹھ گیا۔

"بھا۔" میں کیا چاہتی ہیں آپ؟" کچھ دیر سر نہیں واڑے بیٹھے رہنے کے بعد اس نے ت لمحہ میں کہا۔

"تو جاؤ۔" کل کے جاتے آج جاؤ۔ میں اجزوں میں کیا کروں، مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔"

"لودن ہیں ہاں ابھی تمہارے پاس؟" میریدہ نے آنسو بھری آنکھیں اس پر آسے

نکاتے ہوئے بچھا۔

"ہاں اٹوار جو میری شادی ہے۔" عامل نے رکھائی سے کہتے ہوئے نظر جراہی۔

"شوق سے کوشاوی۔ تم تم کو۔ مگر کیا تم یہ میں ابھی پوچھتا ہوں ان سے۔ مذاق بھج رکھا ہے انہوں نے ان بات کو۔ کیوں اس عمر میں جوان اولوں کی باتوں۔"

"ریپ برباد عامل لے کر تجھے کہنے دیں لیں گے۔" "اپنی زندگی بناتے رہتا ہمیں کی زندگی بھی تم پر ہونگوں پہ باتھ رکھا۔"

"ریپ تم اب تو خوب رہو یا کہ کہو یا کہ کہا۔" قرش بے مثنا جوہی تھیں زندگی یعنی کاوسیلہ بنی۔"

"تمہاری وجہ سے اس گھر کے حالت تک میں اپنے بھاپے کو رسماں سے بچانے کے لیے تمہارے پاؤں تک پڑتے۔"

"یہ تم نے کیا کیا سعیدہ؟" انہیں اولاد کے سامنے

"میں نہیں مانتا۔ وہ ایسے مانتے والا نہیں ہے۔" سعیدہ! میں اس سے بھی واقف ہوں کہ بات ہوں اس کا۔ اور تم سے بھی، کیونکہ زندگی کے میں مسل تھمارے ساتھ گزارے ہیں۔ ضرور تم نے کچھ ایسا کیا

"بھوئی شرط نہیں رکھی سوائے اس کے کہ وہ کوئی کو

نی الحال ساتھ نہیں لے جا سکتا۔ وہ ہمارے پاس رہے گی۔"

"ذیعنی میرا پہلا اندازہ درست سے تم نے۔"

"ہاں میں نے۔" سعیدہ جاننے کے اب وہ پوری بات جانے بغیر دکھ نہیں لیں گے۔

"بھی نکلنے کے لیے انگلی شیر ہمی کی ہے میں نے اور میرا خیال ہے عابر جیسی اولاد سے نہیں کے لیے تھوڑی بہت اداکاری جائز ہے۔"

"کیا کیا ہے تم نے؟" جتنس کی انتہا تھی۔

"میں نے۔ دیکھیں آپ خفامت ہوئے گا۔"

"نہیں میرا یہ مطلوب سے یہ ضروری تھا۔"

سعیدہ جیسی دن بُنگوں کھنکو کرنے والی عورت کو اصل بات بتانے میں متاثل دیکھ کر ان کا یعنیں پختہ ہو گیا۔

"سعیدہ۔ مجھے اصل بات بتاؤ۔" اس بار ان کے انداز میں نکام ہتا۔

"میں نے ناصل سے کہا ہے کہ چونکا کوئی سے اس کی شادی کرانے کافی عملہ میری نسلطی تھیں" اس لیے اس نے ایکر کے بعد آپ کو جو صدمہ پہنچا ہے اس کے نتیجے میں آپ۔ آپ نے مجھے ملنا۔" وہ یہ لفظ ادا کرتے ہیں کافی تھیں۔" آپ نے مجھے پچھوڑ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔"

"سعیدہ۔" وہ بے یقینی سے اپنی شریک حیات کو دیکھنے لگے جس کا ایک الگ ہی روپ سامنے آیا تھا۔

میں سالوں کی رفتار اور مزاج شناسی کا وعدا پھیکا ہوئے رکھا۔

"اچانک نہیں کیا؟" میں نے منایا ہے اسے۔"

اپنا آپ بے حد پھونا محسوس ہوا۔ "اس کے دل میں
میرے لئے کیا عزت نہ تھی ہوگی۔"
"پسے ہون سا آپ کی عزت افزائی کر کے گیا
بہ۔" لہ پنک کے پیش۔
"یہ سو دے جبر کے نیسیں یہ سعید ہے۔"
"جیسے کہ میساہد صاحب۔"
"جب اسے حقیقت پتا پے گی تو۔" انہوں نے
نہ کچھ سے خوفزدہ کرنا چاہا۔

اندیش نے سر توجہ کیا۔

”نکرمت کریں اور نکل کی تیاریاں شروع لریں۔
سب غمیق ہو جائے گا۔“
”تم نے بھے بنی سے نظر مانے کے قاتل نہیں
جوہڑا۔“ انہیں گلد تھا جسے سعیدہ خاطر میں نہ لارہی

”کمل ہے“ کل لک آپ کو خاندان سے نظرنہ
اٹے کا نہ تھا آپ میں نے اس کا تسل زکالا ہے تو آپ
وئیں نکرا جت ہوئی ہے“

”یہ کوئی حل نہیں ہے۔ اور کوٹل۔ تم نے اس کے بارے میں پوچھا؟۔ اسے ہم چالبازی سے مل کے سر تھوپ ڈربے ہیں مگر کیا وہ اسے مل سے اکرے گا؟“

”بے نیس کرے گا۔ کوئی میں کس بات کی کمی نہ دیکھے گا، وہ چاروں میں ہی اس کراپی دالی رزاؤ کی وصول بھل جائے گا۔“

مشہد نے صفتِ بل سے دنائی۔ اگرچہ یہ مسودہ کو
لشیبہ بھی تھا کہ تمدشکی بخواہ کر پڑے گئے (مشتر) اور
تھی باید اُرثابت ہیں (وہ)۔

نی بیٹھی تھی اور اس کے سفر میں زر تاردا من
کوئی نہیں پیدا کر سکا۔

میکھنٹی کے چند خواب بھی دیس تھے۔ اس کے
بر عکس اس کے نسل کو لا اعداد، حمزہ کے ضرور لا جست تھے
وہ یہ تو نہیں جانتی تھی کہ ناہل اپنے دوڑوں کے آپر اپر کے
بعد اپاچک اس سے شادی کرنے پڑا تھا؛ وہ اُتری
اندازہ ضرور کر لئتی تھی کہ اس کا یہ فیصلہ کیا نہ کسی
مختاری خاوری کے تحت ہوا ہوگا۔
وہ مجبوراً باندھے گئے کسی رشتہ کا حصہ کبھی بھی
نہیں بننا چاہتی تھی۔ گیریہ شاوی اتنا اپاچک ہوئی تھی
کہ وہ مزاحمت کا۔ وہ بھی نہ سکی۔ مرف سعیدہ کے
حیرت پھیلی خوشی اور حامل مصاحب کے چہرے پر پھیلا
مشترات کا جال ہی دیکھ سکی۔
”پتہ نہیں ہے کیا وجہ ہے جس نے ان دونوں کے
جذبات کو الگ الگ رنگ دیے ہیں۔“
درداں کھلنے کی آہٹ پر اس کا جو کابو اسر مرید جوک
کیا۔

آنے والے کے ستر دنی سے اکتھے قدم اس کی
بے دلی کو ظاہر کر رہے تھے۔ بیدل کے نزدیک آکر اس
نے اپنا کوٹ پھینکنے کے انداز میں رکھا۔
”اے انگریزیت ملت سمجھنا۔“

کومل اس نے رشتے کے بننے کے بعد ان ابتدائی شناخت کو سن کر دیں گئی۔
”اور نہ اسے میرن بار جانانا۔ میں ہارا ضرور ہوں۔“

لہرائی میں کے آگے "اس کے آنسوؤں کے آگے" ہے۔ "تیرنے تو آپ کرنے دیتے مجھے؟" میں کے اندر سلکتے انٹاروں کو جیسے ہوا ملی۔ اب دیکھتے تھے۔ جس جو ہوتا تھا ہو گیا، سمجھ لیں! اس مسئلے کا یہی حل اور راز ایک بینکے سے کھول کر باہر نکل گیا۔

پرٹ پنچے کی ذرا سے بار بار اڑ رہا تھا اور وہ محو نگہت
اوٹ سے اپنی بستی آنکھیں نے ساتھ پر دے کے
یہ بارے رینگ سے کہیاں نکائے اسے سگریت
بنتے دیکھتی رہی۔

وہ سری شاریٰ کر لی تو؟“
”نمیں کرتا یہ بخار کو مل اتار دے گی۔ ماشاء
الله اتنی پیاری لگ رہی ہے دلسُن بن کے کے نافلِ خود
بخود مسوم ہو جائے گا۔“
سعید نے بڑے لشکن سے کہا ”اس بات سے بے
خبر کہ اس نے اب تک اپنی دلسُن کو دیکھنا تک گوارا
نمیں کیا۔
”پھر بھی میں یہ کوئی گا سعیدہ یہ کھیل نمیں
منگانہ یڑتے۔“

انگارے اب شعلوں میں تبدیل ہو چکے تھے
”ٹھنک کر رہے ہیں ابو آپ ۔ یہ کھلیل واقعی
آپ کو منہ گزرنے والا ہے“

اس نے زیر لب دہرانیا اور سگریٹ نیچے پھینک کر
ایڑی سے ملا اور مڑکے اپنے کمرے کی جانب رکھا۔
پر وہ ہوا سے ازا۔ وہ اس تک بیند پ کٹھری میں بنیشی تھی
اور یہ کٹھری ہنکے ہنکے بننکے لئے رہی تھی شاید کو مل کر
سکیا۔

وہ ازت پندی کے جذبے سے مغلوب ہو کر
مسکرا یا اور اندر کی جانب برحما۔

100

”تمارا مگو نکھت ڈیڑھ گھنٹے بعد انحصار بابوں، برانتو
نسیل لگا تمہیں؟“ اندر آتے ہی اس نے کومل کا
گھمٹ نکھت انھاتے ہوئے کہا۔

اس کے چہرے پر آنسوؤں کی وجہ سے منہ نہ
میک اپ نے ایک بُثیب حزن سا پچھلا رکھا تھا۔ وہ
آہستگی سے نفی میں سربلائے گئی۔

"اچھا ہمل ہے" و استہرا یہ بسا۔
"تم سے شادی کر فر سے انکار کرنا" تھا الگ ہے۔

اک ایج انگلیز کے گزرا

وہ ایک بار پر اپنے کار میں سربراہی کے رہنے لگی۔ اس وقت
مل پ۔ جو گزری تھی، یہ وہی جانتی تھیں مگر اب ان
شکا توں کا ذکر کرنے سے کاملا حاصل۔

"ہیرت ہے۔۔۔ تمیں کچھ برا نہیں لگتا۔ لگنا

چاہیے کہ توہراں گنچا چاہیے اچھا بیس توکوں گاہ
شہر تھیں برائے گاہ بھی نہ لگا تو شاید مجھے برا
نکے۔

اس کے نہ رہتے چڑے پہنچی سے اپنا باتھ
پھرتے ہوئے وہ رہا تھا اور ایک غستہ احساس
کوں کبندیوں میں اتر آجرا باتھ۔

تھے تھے

"ایک ساگ رات بھی کیا کسی کی دلی ہے؟"
ایئنے کے مانے بیٹھی وہ خود سے سال کر رہی تھی۔
اور آئندہ جوں بے ربا تھا۔

"شاید حکمی کی نہیں۔ اس آئینے کے مانے ہر
سالن سے سال کملے ہے کہ ساگ کارنگ اس پہ
یہاں تھا اور سناتھا ہے۔ مرآن آئینے میں
جس سالن ناٹک دکھانے بے ربات اس پہ ساگ کا
نیک جنہن کارنگ چڑھا، وہ انظر آرباے۔ لئی پی
غبیں صوبی ساگن یاد مون نہیں اوت کامل انظر آربی
ہے۔"

اس جواب پر اس نے گمراہ کے ائنی عکس سے
اظہر چڑھا۔ چون سے اس نے غالی کو نہیں نکھا
قناواری اس کے لیے اچھا تھا۔ شاید اس کا
سامنا کر بھی نہیں پاتا۔ اسے غالی کے لزشت رات
کے روپے کیکا بالل تھیں آری بھی۔ کیا یہ نفرت
تھی یا کسی کیم کا انقام مگر مشکل = بھی کہ اس کا کر
بھی کسے نہیں کر سکتی تھی۔

اپنے شہر کا ائنی ساتھی = شرمناک سلوک وہ
کس زبان سے کسی سے کہتی اسے چپ ہی رہتا تھا۔
اور یہ بہت جو ملے ہاں تھا مگر اس کے دھلے تو یہ سبق
وہ فکر مندی سے کہ رہی تھیں۔

پھر یہ نلرمندی تشویش میں بدل گئی۔ سہ پر کے نے کے روپیں
ار رہنچ کر کیا جواہر جسے رجھنے کر کا ان لوگوں نکل سری غمز /
تلن انچ کے تھے غالی کا کوئی پہنچ نہ تھا۔ فرمان اس ابل کے اندر باہر ایک گمراہانا پھیل گیا۔ اے
ار کر رکھنے اس کی درخت کی بھینٹ خیز جنہ والہت حمز / کے بھنچ دستبل کو جاناتا تھا۔ اس بات کی کارڈ نمل ظاہر
رکھنے اس کا ہمیں کاچوں کھل کر لگتی تھا۔ ایسا یا تھا۔ اے دلگی، وہا جانے تھا کہ اسی کا شہر
اویں۔ یہاں تھت کرنی پیچنگیں آئندہ تھیں / کراپی میں بھی اس کے بھنچ نہیں کر رکھنے کر کیا جواہر
ار کر رکھنے کے اندر سکنے پاہی کے دو بڑے درخت کریں / تھے وہاں بھی بابل کر لیا مردیہ بابل بھی نہیں تھا۔

لے دکھی نہیں تھی۔ ساگ رات نے جمل اس نے
بانکہن اس کی انا اس کی نسوائیت کا نزد اس کا وقار
چینا تھا، وہیں اس کی غریبی کی محبت بھی چینی لی تھی
اب وہ اپنے دل میں درود رکھ مادل کے لیے کوئی
بھی بذب بذب نہیں پیدا رہی تھی۔
نکرو خوشی کا انعام بھی نہیں کر سکتی تھی۔ وہ جو میا
تھا، اکیا! نہیں میا تھا، اس کے مستقبل کی رہی۔ اسی
امیدیں بھی ساتھ لے گیا تھا۔

"آج رات دیم سے اور ایک دو گھنٹے تک سمنان
آتا شروع ہو جائیں گے۔ کیا جواب دیں گے جنم
انہیں۔"

حامد صاحب نے اس جامد ناٹ کو توڑا۔
"کیا کریں، کوئی نہ کوئی بہان توہنا پڑے گے۔"
سعیدہ نے کہا گویا حامد صاحب کے دبے بھوئے فھی کو
ہوا وے ہالی۔

"چپ رہو تو تم پھر جھوٹ ایک اور جھوٹ۔ کب
تک جھوٹ بولتے رہیں گے جنم۔ پڑے ہی تمہارے
جھوٹ نے یہ دن دکھایا ہے۔"

"ابو! اپ ای پہ کیوں بھڑ رہے ہیں۔ ان کا کیا
قصور ان سب میں؟" فرمان نے مال کی طرف داری کی۔

"قصور؟۔۔۔ کہاں تک گنو اوس میں تمہاری میں
کے قصور۔"

وہ شاید اور بھی کچھ کہتے گر سعیدہ نے نگاہوں ہی
نکاہوں میں التجاکر کے انہیں روک دیا۔

"اب کوئی اور جھوٹ نہیں بولا جائے گا۔ جوچھے ہے
وہی بتایا جائے گا۔ سب کو۔ جاہے وہی کتنا بھی
شرمناک کیوں نہ ہو۔ فرمان! تم سب کو فون کرو اور
ویسے ملتی ہونے کی خبر سے دو۔ وجہ پوچھیں تو وہی
جیتا رہ جو ہے۔"

"گمراہ۔۔۔" فرمان متذبذب ہوا۔

"فرمان! میں نے جو کہا ہے وہی کرو۔"

"ایک بار اور سوچ لیتے حامد صاحب۔" سعیدہ نے
بھی اس جلد بازی پہ توکنا چاہا۔

بہت سات میں ان کا ہام ہو۔ "فرمان نے آبست
پو شیدہ رکھنا چاہتی تھی جو مال کی دیاں گھنیں نہیں
بہت ناہر کیا۔

بن پہ چھوڑے تھے غر سعیدہ نے اس کی اس بے
ساختہ حرکت کو جیسا۔۔۔ ختم کیا۔۔۔ "سعیدہ:
"غالی کا انتظار کر رہی تھیں کیا؟"

پار سے اس کے سر پہ ہاتھ پھرستے ہوئے انہوں
نے پوچھا اور کوں تی بیان سے لرزی۔

"فن۔۔۔ نہیں تو مانی۔۔۔"

"ماں نہیں اتنے سے تم بھی نہیں ایسی کو۔" پہ کچھ چھار رہی ہیں ایسی؟" کوں کی طرح
"جی۔۔۔" وہ خواجہ دیوبیٹ کر دیں کے گر پیش رہی، ہم ایسلاں سارے چکر سے انجان تھا، انہرے پہ
تھی اور سعیدہ اس کی حرکت کی وجہ سے انہجان اس بہک ساز رہا۔

"تم تو ایسے گمراہ رہی ہو جیسے سچ جی سے ساریں ملے۔۔۔" مل کی نظریں متلاشی اندازیں کرے کا جائزہ
تمہارا پساداں، وہ اور تمہارے سامنے تمہاری سامنے فی تھیں۔۔۔ چند منٹ بعد انہوں نے دارڈوب
کھڑی، وہ۔۔۔ نہ بنتے تھیں۔۔۔

"یہ وہی گھر بے تمہارا اپنا اور تم بھی کوئی غیر نہیں۔۔۔ مصاحب تو ان کے ہاتھ میں خط دیکھتے ہی ڈھے
وہی ہیں تمہارے اپنے۔۔۔" اپکا پتے لہجے میں بڑھنے لگیں۔۔۔

کوں کوں کل رات کے ابھی کی صورت یاد آئی اور پیشانی کے
جھن جھری لے کر رہی گئی۔

"سابل نہیں کچھ کہ کر گیا؟" جس نے اپنے ماں باپ کے ساتھ ایسا
بیٹھ کھلتا اتھا تو بھجتے آپ کیس دا پکر ایسے۔

"بی نہیں۔۔۔" پہ نہیں صحیح نہ کہاں پڑا گیا۔۔۔ رات کو سمنانوں میں نہ امانت کا ازالہ کرنا چاہتا تھا مگر اب بھجتے ایسا
کی وجہ سے میں اور تمہارے ماں، میں بھری سے سوئے ہی ہے بھی میں دنیا کا سب سے برا بینا نہیں بلکہ
اس لیے صحیح نہیں کے وقت بھی آنکھ مشکل سے کھلی، بیٹھ دنیا کے سب سے بڑے میں باپ ہیں اور
اب پھر نہیں ادا کرتے اسی دوبارہ اونچے آنکھی۔۔۔ درستہ، کے ساتھ اس سے بھی براہوں پاہی ہے جو میں کر
جاتے ہوئے بتا کر شہر جاتا۔ چوکدار بتاہما تھا ساتھ ہوں گرہا ہوں اور آئندہ کرنے والا؛ وہی۔۔۔"

بھج کے قریب اٹھا تھا۔۔۔ دل ری بھی نہیں لے کر گیا۔" ملے کے بعد وہ خط آنکھوں پر رکھ کے پھوٹ
وہ فکر مندی سے کہ رہی تھیں۔۔۔

پھر یہ نلرمندی تشویش میں بدل گئی۔ سہ پر کے نے کے روپیں
تلن انچ کے تھے غالی کا کوئی پہنچ نہ تھا۔ فرمان اس ابل کے اندر باہر ایک گمراہانا پھیل گیا۔ اے

ار کر رکھنے اس کی درخت کی بھینٹ خیز جنہ والہت حمز / کے بھنچ دستبل کو جاناتا تھا۔ اس بات کی کارڈ نمل ظاہر
رکھنے اس کا ہمیں کاچوں کھل کر لگتی تھا۔ ایسا یا تھا۔ اے دلگی، وہا جانے تھا کہ اسی کا شہر
اویں۔۔۔ یہاں تھت کرنی پیچنگیں آئندہ تھیں / کراپی میں بھی اس کے بھنچ نہیں کر رکھنے کر کیا جواہر
ار کر رکھنے کے اندر سکنے پاہی کے دو بڑے درخت کریں / تھے وہاں بھی بابل کر لیا مردیہ بابل بھی نہیں تھا۔

جیج۔ اور پھر و بارہ کھجور پیدا ہوئے۔
کچھ اور نہ کسی قسم درابطہ کرنے کی ویسش آئے۔
”تی ابو۔“ اس نے مال کی چیز بند کر دی۔ اس نے
اس ختم کی قسم سے روکنے کی ویسش آئی۔ اس نے
پیندہ منہ پر کچھ سکیں روکنے کی ویسش لوری تی

جو پچھے کرچکی تھیں، اس کا ایسا نتیجہ تھا کہ اب نزدیک کوئی فیصلہ کرنے یہاں تھا کہ رائے دینے سے بھی پچکا رہی تھیں۔ بھی پانچ تھیں کہ اب ان کی کسی بھی بات کو حامد تھے سے بھل بنا جانتے ہوئے مگر ہمیت نہیں ایسے۔ اپنے ایک تجویٹ اور جلد یاری میں کیے فیصلے کی وجہ سے وہ اپنی ذات پر اعتماد ہو چکی تھیں۔ نہ مصرف شوہر کی اشیوں میں، بلکہ خوب اپنے اشیوں میں بھی۔

”یہ تم کیا کر رہے ہے؟“ پہنچنے والے داری سے کہا۔

”جو شعلتی کر دکا ہوں اس کو شیک رہا ہوں۔“
”کیا خاک کیا آیا کرنے سے کوئی کی زندگی
بدل جائے گی؟ آیا کر کے تم ایک اور رانچ گارسے ہو
اسے جو کسر عادل نباتی چھوڑتی تھیں وہ تم پورن کر
”

”بس۔ آئندہ سے کوئی کوٹل کے لیے داغ جیسا
انقدر نہیں استعمال کرتے گا۔ میں جو کر رہا ہوں ہم کی
بھترنے کے لیے کر رہا ہوں اور اللہ گواہ ہے کہ میں نے
کچھ بھی باہو کیا ہے نیک نیت سے کیا تھا باز اس کا نتیجہ
تمیک نہیں لٹلا۔ میں وہی تو عمر بھر ماریں گے تاہم اپنے
نیک بھائی کو اپنے لے لے جاؤ گے۔“

"بال طااز دنہ ہے کرجمنڈے گاڑے گی زمانے
مکن۔"

بھنپی بیکم بزبرما میں اور اپنے میں کو انہنے کا اشارہ
لے۔

"خیس۔ میں اس کی دو سرخ شادی کروں گا۔"
انہوں نے فتحلہ کن انداز میں کما۔ بھول جیسہ زراسا
گز براہا میں۔ شیر کے لیے برمیہ چڑھ کر گئے والی وہی

لَا تلقی انتیار کر لینے سے کیا ہو گا جام۔
اس زندگی سے نہیں محلوت سے آتا لو
ت پریل راہ ملاش کرو جس سے کوٹل کا امر
میں اور عامل بھی اس حرب سے دابتا رہے
تھے اسے شادی کرنے دو۔ مدد
کے پاس رہے مگر اتنی گنجائش رکھو کہ تو
تھا وہ بیویل بھی تو رکھتے ہیں۔ بُشک

بڑے بھائی کو اپنے پاس لے کر جانے کا
مکمل طور پر ممکن نہیں۔ اسی وجہ سے اس کا
خوبصورت پیارہ بھائی کو اپنے پاس لے کر
جانے کا ایک آدمی بچہ ہو جائے گا۔

سے پڑے ہیں یہ سرپرکار میں
داری رہے گی۔ نہ شادی شدہ، شوہر کے
ا جزی زندگی نزارے گی۔ آپ انکم کہ
۲۸ مول نے آواز وقی۔

— ”و فوراً اندر آیا اور جنگی ہیں
سے کے تسلیت پڑتے رہتے۔
کامنر ملاؤ۔“

اے آف ہے اس کا۔ ” اے نے اٹھائی دلی۔
اک آف رہے گا؟ جی نہ جی تو ان کرے
مش کرتے رہو۔ کل تک وابستہ نہ ہو تو نہ دو
اے اس کے آفس بلکہ تھہو کا تمیس۔ ”
و اے اس نے حیرت چھاتے ہوئے کہا۔

— ”آپ بیکم بچھ پڑتے۔ مگر وہ ان سن کر مجھے
نہ دوں گی بھی آخر کرے گا، اس میں مددالت میر
اس کی نوبت نہ آئے اس لیے وہ شرافت

سترنے سوچا تو اسونما عاکر اس کا نتیجہ یہ نکل گیا: "اور کیوں اس لیے؟ میرے شیرستے اس
رشتے طلب کی تھا کہ شاید اس ان اولے داراءہ بدل بیا
ہوئے راستے سال منٹیں فتن رکھتا ہے۔ کوئی میں سے تین
سال پہلی سے یہیں رہا اور اب ایک بیٹھے کی میں
ہے۔" تم کیا تم دکیں تھے اس بنا پاپ کی میں
کے ساتھ۔ بے کار بخشنود ہمارے کے اس کی مزید کوئی ایش
اب ایک دن کی دن کا ایسی بھی لگا رہا۔" تھے
کہا۔ اپنے شیرستے اسے منع کرو یا تھا مگر

میں وہن کس اتنا ہماری دل کو۔“
کب سے بخوبیں کا طرح سر جو کئے میں خے علم
سویو خامبو شیست ان سے کے ازدات کر رہے
تھے بخوبی سے کرائیں۔
”یہ بدل تھی سے علم ایسا بنے ڈاپ اس کا۔“
اہم عالیں کو سمجھا بجا کے واپس لا میں گے۔“
عید بنت یعنی دیایا۔
”فیں نہیں کہ ہم واپس نہیں لا سیں گے“ علم
منصب لحوم الہبی و دلما۔

سے جو پڑبے۔ انہیں مودیدیں
حیله سیت سب اوگ، ای ان کا منش نگئے پیدا
اور نہ خود آئے گے۔ اسے سیئی زندگی نہیں ہے وہ
لینپارکن کی ابازت نہیں ملے گی۔ اب اس کا اس ہے وہ
آخر سے اور اہم دوں سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔ بُرے ہیں
اس سے۔ کانہ احمدیہ تھے۔ اب کہا سے پڑا؟ اسے

کمہت میں چند نجیوں کے لیے ایک سکوت سا جھا ٹلا
کی پھر امغ سویڈ کی تیکھے باختر جماڑتے ہوئے اس پر
کھنکھنک کرے ٹلا کی

بُشْرَى مُسْكِنَةٍ وَمُلْكَانَ بُشْرَى طَيْنَةٍ
اَنْ كَمْ هَوْنَدَ اَنْ اَنْ شَمْسَانَ لَمَكْ بَارَاتِ سِيلْ زَيْدَهْ كَمْ اَنْ كَانْجَامَهْ كَمْ حَكَمَهْ

کس پرستہ تھا۔ اگر کسرا اک سر رکھتا پہتا۔

”ای نے بتایا ہے کہ تم مجھ سے شادی کیوں نہیں کرنا چاہتیں۔ کیونکہ تم نے بھی تھے اس نظر سے دیکھا ہی نہیں۔ کوئی! دیکھاتو ہیں نے بھی نہیں تھا میرا خیال ہے اب دیکھ لینے میں حن بھی کوئی نہیں۔ کیا خیال بے تمہارا۔“

وہ تیز تیز چلتی اندر کی طرف بیہم گئی اور فرمان بھی اس مکراہت ہو نہیں پہلے اسے رکھا بہا۔

نہ نہ نہ

(دوسری درجہ فتح آنندہ ماہ)

”لیکن؟“
”جب کام آتے ہی وہ جپ ہو گئی۔“
اس نے ساری زندگی اس تک لیے جو کیا تھا، اس نے حس سخا۔ ول سے وہ بھی حامل کے اس فیصلے خوش نہیں تھیں مگر ایک خوف تھا جو انہیں اس فیصلے کی مخالفت کرنے سے روک رہا تھا۔

انہیں اگر، کمزور پڑ جاتی۔

وہ جانتی تھیں، کسی حد تک کوئی کے ان حالات کی

ذمہ داری ان پر ناٹھ بھوتی ہے۔ عامل نے شادی سے

انکار کیا تھا، حام غصے میں آئے تھے ایوبات آئی تھی ہو۔

بنت ہے تمہارے پاس، ”ابھی تو تم عدت میں ہو۔“

بنت ہے جانتے سب اس تی کو بھول بھل

زیidle جتنی جلدی اپنے ماں کو سنا دو اتنا اچھا جاتے۔ عامل دیتیں شادی کر لیتا جہاں چاہتا تھا۔ ویریا اپنی سکون مل جائے گا اور لوگوں کی زبانیں بھی

بدریہ حامل اسے معاف کر دیتے۔ کوئی کیسی سیئنس نہیں تو شادی ہو گی جاتی۔ شاید شیرے ہی مگر انہوں نے ہمیں کی۔“ وہ اس کے سرپر باختر رکھتے ہوئے

منوکے رہتا ہے۔

وہ جانتی تھیں کہ جب تک کوئی آنسو خشک زہان کی اواپر پہنچے۔

نہیں ہوں گے۔ اس کی زندگی میں دبارہ خوشی نہیں ہے اب سانے دیکھ کر اسے حرمت ہوئی۔ اتنی

آئیں گی، وہ ایسے ہی مجرم نہیں گی۔ اس تی جاہنے اس کی تن ہوتی تو نہیں تھی۔ وہ جلدی سے سر

ہوئے بھی وہ فرمان سے اس کی شادی کی مخالفت نہیں پہنچے آگے آگے تک کرنے لگی۔

کر سکتی تھیں۔

ہاں اگر فرمان پیش کرتا تو شاید۔ مگر فرمان مدرسہ کے کرلو۔“

نے چھوٹتی ہتھیار ڈال کے باتی ختم کر دی۔“ آگے بڑھنے لگی۔ مگر فرمان کی آواز اس کے

”یہ طلاق نامہ دیکھو کوئی۔“ اب عامل سے ایک دیے۔

تمہارا کوئی رشتہ نہیں رہا۔ اب کس آس پھر تم اس کے ابھی اکتے میں تم سے بات کرنی ہے۔“

لیے بینختا چاہتی ہو۔“ انہوں نے اسے بھجوڑتے نہیں کر سکتی۔ تم سمجھتے کہوں نہیں، میں عدت

ہوئے طلاق کے باغذات دکھائے

”ہاں۔“

پہلے بھی تو یہی رہتی تھی۔ اب بھی رہنے

”یہ بات تم سمجھو۔ عدت میں پڑھنا خرم سے

روجھے۔ فرمان سے شادی کرنا ضروری ہے نہیں۔“

بے ہیں۔ اگر میں نا خرم ہوں تو پھر شادی سے انکار

لے لیتھے جو جواز پیش کیا ہے وہ تو بے نیا ہوا۔“

لاریت سے پہنچی۔

”بماطلہ؟“

لا لا پڑھے سے دھکا اس کا چھوڑ کر مکرا دیا اور

ان گلاب کی باڑھ پہ جا دیں۔

کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہم ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

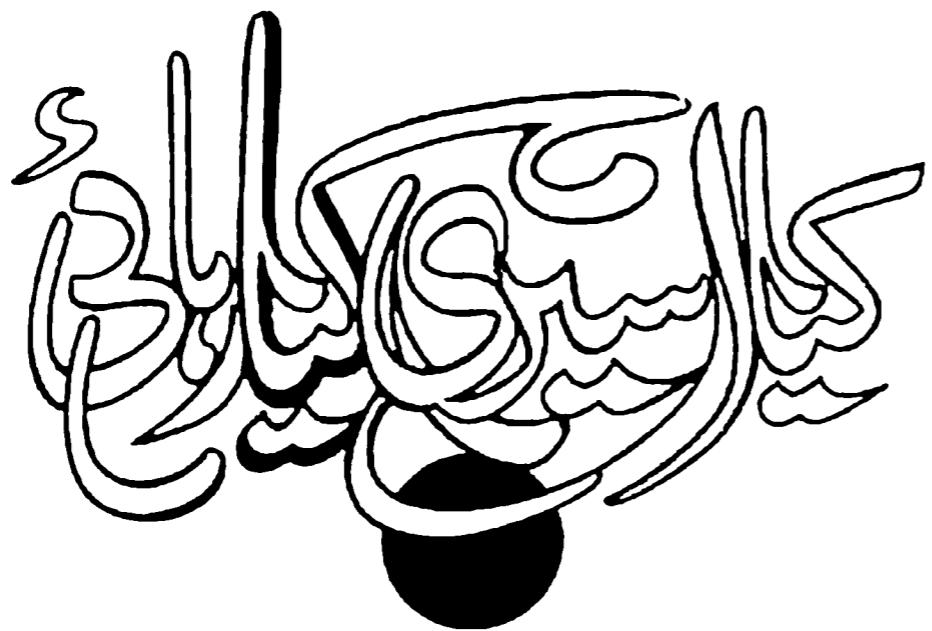
کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام سے بری

کے ذمہ دار ہیں۔ کیا تم انہیں اس الزام س

فائزہ فتحی



مکمل ناول

۲

دوسرا و راخی حصہ



"کوٹل کا اتنی سخت تھا تہ انکار پڑنے میں یا
بیت کرتا تھا؟ ماملے سے اس کی بیوی یا بھوٹے اس
کا گریز ہے۔"

پتہ ۲

وہ درستک شستا اس سوال کا جواب: صحت نہ کی
کوشش کرتا رہا۔ بجھوڑ ہو کر جواب کی طلب میں کوٹل
سکپاس چلا آیا۔
"ان میں سے کوئی وجہ نہیں ہے میرے انہوں کی۔"
کوٹل نے رخ پھیر کر جواب دیا۔
اس کی ندت شتم: "پچھلی بھی ستر فرمان سے ایک
نئے حوالے کے ساتھ سامنا کرنا اے بہت مشکل تک
رباتھا۔

"چھر تیر کی وجہ کیا ہے؟"
"تمہیں اس سے کیا؟" وہ جھنجلا اٹھی۔ "وہ تیسری
وجہ کوئی بھی ہو، اس سے تمہارا کوئی تعاقب نہیں۔"
"تعاقب تو ہے اگر تم سمجھو۔" وہ بھی ذہن بنا کھرا
رہا۔

"میں زبردستی تمہارے سر پر سارے نہیں ہوتا
چاہتی۔"

"میں خوشی خشی تمہیں سر پر بخاتے ہو تیار
ہوں۔"

وہ نیکا سماں کرایا۔ مکر کوٹل کو نہ اس کی بات پر یقین تھا
نہ یہ ستر اہٹ بھال گئی۔

"بہبول بھر جائے گا تو سر سے انہا کے نہیں پہ
چھنخ میں بھی دری نہیں کرو گے اپنے بھائی کی طرف۔"
اہن کے زیر یا اور شفیر بھرے لجع نے فرمان کی
مسکراہٹ کا کام گھونٹ دیا۔

"میں بھائی جن جیسا نہیں ہوں، نہ بھئے ان جیسا
بھئے کی غلطی کرنا۔ تھک سے بھئے میں وہ اچھا یاں
نہیں، جو ان میں ہیں ستر بھکرے ہے کہ مجھ میں وہ خامیاں
بھی نہیں جوان میں ہیں۔"

رر آنچ کو بالکل یہ مذاہلہ تعلقی یا مذال سے کہ اس کے اہن کیسے ہو سکتے
ہو۔"

ب فردن کسی کام سے انہیں بلا نے آیا۔ مکراہٹ کھلے
و رازے سے یہ منظر دیکھ کر وہیں رک گیا۔ کوٹل کے
آنسوں کے اسے ایک عجیب کی بے چینی عطا کی
جس سے ہمیرا کوڑہ پہنچنے کے بعد کی بات اسے پھر
سلدھم جانے پہ بجھوڑ لیا۔

"زندگی ندلل سے شروع ہو کر ماں پر ذمہ نہیں
ہے۔ ابھی تمہارے ساتھ ساری عمر بڑی سے ہے
ہم ایسے بپاہوں نہیں ہونے دیں گے۔ فرمان کوئی غیر
ہے نہ یہ صریح تمہارے لیے ابھی ہے۔ تمہارے لیے
میں بھرپڑے۔"

"اگر آپ لوگ میرے لیے کچھ بستر کرنا چاہتے ہیں
تو مجھے میرے حال پر بھجوڑ دیں۔ پلیز میں نہ سکتی ہوں
ایسے۔"

"مگر کوٹل۔۔۔ میٹا۔۔۔"
"آپ کوئے آپ کو میرے آنسوؤں کی نکرت ناتو
پہنچئے میں بھی نہیں روکیں گی۔" اس نے ہتھیلوں
گی پشت سے اپنے چڑے کو رکڑا۔

"میں بھی نہیں روکوں گی۔ آپ کو میری خوشیوں
کی پرواہ نہیں۔ یہ زندگی میں خوش ہوں۔ میں مسکرا
رہی ہوں۔" اس نے مسکرانے کی کوشش کی۔
اور اس کی یہ تاکام کوشش باہر کھڑے فرمان کے
دل کو تو چیڑی گئی۔ سعیدہ بھی لرز کے رہنیں۔

"میری پیچی میں تمہیں کہیے۔ سمجھا اکرہ یوں آنسو
اندر آتا رہے، اسی زخمی مسکراہٹ کے ساتھ نہ ناتو
مشکل سے ہم نہیں مشکل میں نہیں دیکھ سکتے۔"

"تو مجھے مشکل میں کہاں دال رہے ہیں۔"
میڈیاں تو مان باپ کی ہر بات، ملن لئی ہیں۔ بیٹے
سے ہیوں ہو کر تمہارے اسواں نے بیٹی۔ اس اکانی
ہے۔ اسے ان کی صد سکھ کے ہک بان لو۔"

"ضد کے رشتے کا انعام آپ دیو چکی ہیں۔"
اس کی بات نے سعیدہ کی ساری مراحت کو دم
توڑنے پہ بجھوڑ کر دیا۔
وہ چپ کر گئیں مگر باہر کھڑے فرمان کے اندر
سوال شو رہ چکا نہ گئے۔

وہ فرمان کی بات پہ فرمان تھی۔
یہ تکہ اسکے بیش فرمان، ایک لا الہ ایں اور
عینہ راسائی کا سمجھا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ
وہ اس معنے کے وہ انہیں اور سمجھی کے لے ساتا
بھی تھی۔ وہ سرنی بستی دوہباد کے ساتھ ساتھ۔

ایک ڈیکھ لکھ کے لیے اس کی نیزت بیوی کو فرمان دیا
وہ عادل دھلا نہ پہنچا۔ ایک دیگر کیسے دے اب
شامل ہونے سے پہنچا۔ ایک دیگر کیسے دے اب
روز کی طرف اس دن بھی اسے بھیجا تھا۔

کی بیوی اور اتنے سادل کے انتشار کو بے وقت
رکے رکھ دیا تھا۔ اس کے بعد اسے اپنے اندر ایک
بیوب ساحاس کھڑی اور کم مائیچی پہنچا تھا۔

قد۔ فرمان ڈیکھ لے کر فرم بھی تھا اور کمیں زیاد
وہی۔ بھی۔ یا انہیں بھی خیر کی دلائے کھلے دل سے
قبل کر سکتا تھا؟ یہ خیال اسے مہرباٹ میں مبتلا
کر دیتا۔ وہ کسی دیستہ تک اور تعمیر بھرے
خالے سے غائب نہیں۔

تیسری وجہ فرمان کی زندگی کے ہر عالم میں غیر
سمجھیں اور طبیعت کا بچپنا تھا۔ اسے لگ رہا تھا کہ

کی بیویاں بست گھری ہیں۔" اسے ہر رات اپنی تمام تر غایکی کے ساتھ یاد آہن
ہے۔ مامہل جانی نہ حل اور پرہمنہ رہنے کے ہیں۔

ماں سے ان کی سیکھی کو ہون یہ ہے، اس لیے ان
حالت میں فرمان اس سے شہادی کرنے سے انکار کی

"میں جانتی ہوں ناہل کی بیوی، اسکی بیوی مبتدا ہے،
اس زبدتی کے بنہ ہن سے جلن پڑیا نہیں یہے مناکے
ہم سیکھیا ہو،" اسکے بھی مبتدا ہے،
سال پر اپنی پندرہوں کے آنسو اُنہیں یہے مناکے
ہم سیکھیا ہو۔

آس سب سوچ کے بھی وہ فرمان کے لیے "اسکی بات نہیں ملی۔ مل۔" اس نے کہا
تھا، نہیں، یا رہی تھی جسے بعد میں ناہل کے لئے رہا۔

"اسی کی بیوی سمجھا، حملہ ملکہ بھگتی کی سے اپنا قصور کے خوابوں
دوونے کی خاطر کوٹل کے دل سے بھلیں کی اس بیوی رہیں ناہل کا رہگ، ہم نے گھوڑا تھا۔ یہ جانے بغیر کہ
رسکے اڑاٹات، ہوئے میں معنوف رہیں جس بیوی کی ایک دلادھت کیا رہنک دکھانے والا ہے ایکن اب
اب کیسی کوئی وجود نہ تھا۔ ڈین کے چھیننوں سے اس تھیں یہ سب نولناہو گا۔"

وہ اس کے کہہ ہاتھ رکھ کے سمجھا رہی تھیں،

صرف افراد کا دھوال مکھا۔

اعلاق، قیمتی، اہلی، اور بھی نہیں سکتی تھی کہ
اس کے کوواریں کو روشن کر کیا تھا، فرمان کی سرخی کے
لئے اس کے لیے بھل کرنے میں بھکنے کی ایک وجہ یہ

ایک فرمان کا پچان نہیں پاری تھی تھیں۔ ان بانہاں کو
کہ شبنحل نہ پہنچ کر نہ مرے سے زندگی کی
اور کے ساتھ شروع کرنے کے بارے سے پہنچا تھا۔

کہ دنیا میں بھی سے روڈی۔" کہتا مشکل کے لیے ایک مار کو یہ بیان رہا۔ اس کے
ایک بھی سے لکھنی نہیں کر کر کرنا تھا اور، سرے
اسے اعتماد نہیں کر دے اپنے بھائی سے انکے ثابت، زیادہ

وہی۔ بھی۔ یا انہیں بھی دلائے کھلے دل سے
کہیں کہ ساتھ تھا، اپنے ناہل کی ہے۔

"میں نے تمہیں جسی دل سے نہیں روکا کوں!
کبھی بھی نہیں۔ حلا نکہ ہر بار تمہارے آنسو بھٹکانے اور
لکھنے کی سچی تھیں۔" اس نے ہتھیلوں میں مبتلا
آنسوؤں کے ساتھ ساتھ تم اپنے ناہل سے ناہل کی ہے
یاد بھی نکال دو۔"

"کچھ یادیں صرف آنسوؤں سے نہیں ملتی۔" اسے لگ رہا تھا کہ

کی بیویاں بست گھری ہیں۔" اسے ہر رات اپنی تمام تر غایکی کے ساتھ یاد آہن
جس رات کے خوف کا ملے شاید عمر بھرا اس کے ساتھ
رہنے تھے۔

ہم سیکھیا ہو،" اسکے بھی مبتدا ہے،
ان زبدتی کے بنہ ہن سے جلن پڑیا نہیں یہے مناکے
ہم سیکھیا ہو۔

"میں جانتی ہوں ناہل کی بیوی، اسکی بیوی مبتدا ہے،
سال پر اپنی پندرہوں کے آنسو اُنہیں یہے مناکے
ہم سیکھیا ہو۔"

آس سب سوچ کے بھی وہ فرمان کے لیے "اسکی بات نہیں ملی۔ مل۔" اس نے کہا
تھا، نہیں، یا رہی تھی جسے بعد میں ناہل کے لئے رہا۔

"اسی کی بیوی سمجھا، حملہ ملکہ بھگتی کی سے اپنا قصور کے خوابوں
دوونے کی خاطر کوٹل کے دل سے بھلیں کی اس بیوی رہیں ناہل کا رہگ، ہم نے گھوڑا تھا۔ یہ جانے بغیر کہ
رسکے اڑاٹات، ہوئے میں معنوف رہیں جس بیوی کی ایک دلادھت کیا رہنک دکھانے والا ہے ایکن اب
اب کیسی کوئی وجود نہ تھا۔ ڈین کے چھیننوں سے اس تھیں یہ سب نولناہو گا۔"

وہ اس کے کہہ ہاتھ رکھ کے سمجھا رہی تھیں،

آس سب سوچ کے بھی وہ فرمان کے لیے "اسکی بات نہیں ملی۔ مل۔" اس نے کہا
تھا، نہیں، یا رہی تھی جسے بعد میں ناہل کے لئے رہا۔

"اسی کی بیوی سمجھا، حملہ ملکہ بھگتی کی سے اپنا قصور کے خوابوں
دوونے کی خاطر کوٹل کے دل سے بھلیں کی اس بیوی رہیں ناہل کا رہگ، ہم نے گھوڑا تھا۔ یہ جانے بغیر کہ
رسکے اڑاٹات، ہوئے میں معنوف رہیں جس بیوی کی ایک دلادھت کیا رہنک دکھانے والا ہے ایکن اب
اب کیسی کوئی وجود نہ تھا۔ ڈین کے چھیننوں سے اس تھیں یہ سب نولناہو گا۔"

وہ اس کے کہہ ہاتھ رکھ کے سمجھا رہی تھیں،

آس سب سوچ کے بھی وہ فرمان کے لیے "اسکی بات نہیں ملی۔ مل۔" اس نے کہا
تھا، نہیں، یا رہی تھی جسے بعد میں ناہل کے لئے رہا۔

"اسی کی بیوی سمجھا، حملہ ملکہ بھگتی کی سے اپنا قصور کے خوابوں
دوونے کی خاطر کوٹل کے دل سے بھلیں کی اس بیوی رہیں ناہل کا رہگ، ہم نے گھوڑا تھا۔ یہ جانے بغیر کہ
رسکے اڑاٹات، ہوئے میں معنوف رہیں جس بیوی کی ایک دلادھت کیا رہنک دکھانے والا ہے ایکن اب
اب کیسی کوئی وجود نہ تھا۔ ڈین کے چھیننوں سے اس تھیں یہ سب نولناہو گا۔"

وہ اس کے کہہ ہاتھ رکھ کے سمجھا رہی تھیں،

میں بھول کیا تھا کہ اتنے لوگوں کی امیدیں اور خواب
توڑ کر بنا یا جانے والا کھر بھی پائیدار نہیں ہوتا، میں
سب کچھ چھوڑ کے آپ کی پاس لوٹا ہوں۔"

"یہ تم نے اپنی زندگی کی دوسروی سب سے بڑی
غلطی کی ہے عالی! اس کے لیے نہیں تو چھوڑا
ہی۔ اور اب اسے بھی چھوڑ آئے ہو۔ تم رشتہوں
سے دامن کب تک چھڑاتے رہو گے عالی۔"

"ورشتہ نہیں تھا اب وہ ایک فریب تھا۔ مجھے تائی
کو سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ آپ تمیک کہتے تھے۔ میرا در
انہیں خود پستی کے بند باندھ رکھتے تھے۔ میرا در
ان کا کوئی جو زندگی اس ذات کا ازالہ نہیں کر سکتی
کہیں فٹ ہوتا تھا۔ نہ میری تصوراتی ہوئی کے
خاکے کہیں پورا ارتقی تھی۔"

"مکاش یہ بات تم پلے سمجھو لیتے۔" سعیدہ نے آہ بھر
کے کہا۔

"ای بیا اب سمجھو نہیں ہو سکتا۔ کیا مجھ پر اس گھر
کے دروازے بھرے نہیں ہیں؟" کہل کتے۔
سعیدہ نے آس بھری نظروں سے حامد مسعود کی
جانب رکھا، وہ نظر چڑا کے سوئی ہوئی گڑیا کے گھل پر
سے بیل ہٹانے لگے۔

"میں جانتا ہوں اب وہ اب اس گھر پر اپ
کی زندگیوں میں میری جگہ کسی اور نہ لےں ہے۔"
ان سے بیٹے کا پیچک کے روٹا سانہیں جاربا
تھا۔ خود بھی ہلکیاں لیتے ہوئے اس کی سفارش کرنے
اُن سے بیاپ کی نظروں کے تعاقب میں صوفی پر
سمی کوئی بھی کوئی کھانا اور کہا۔

"سعیدہ، اس سے پوچھ، یہ یہاں آتے ہوئے
کے رکھ دیا۔ میں بری طرح بھر گیا تھا۔ مجھے لگا جیسے
اب دنیا میں کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ گھر پھر اس گھر
کا۔ اس گھر کے رینے والوں کا خیال آیا تو سوچا شاید
میں ایک بار پھر خود کو سمیت لوں گرے۔ شاید میری
قسمت میں در بدری کا ہی ہے۔"

ونہارے ہوئے انداز میں انداز
اے فرش سے اس درجہ ماہیوں اٹھتے دیکھ کے ایک

بپ کے دل کو کچھ ہوا وہ بے ساختہ کہا اٹھے۔
اویح کے انداز کے سینے سے لگا۔

"اسی کے پاس جائے، جس کے لیے ہمیں چھوڑا
تماں نے۔" سعیدہ نے امید انداز نظروں سے انہیں دیکھا۔

"میں معاف کر دیں ابو۔ میں بہت شرمدہ
ہوں۔" کہ یہ تمہارے گھنٹوں کے بل زمین پر

چلا۔ یہ پھوٹ کر رو رہا تھا۔ اس کے نکتہ
بچھا پھوٹ پھوٹ شانے اور آنسو، سعیدہ کے اندر
پہنچنے لکھے سے دامن کب تک چھڑاتے رہو گے عالی۔"

برازنہ ڈال رہے تھے
انخل چھل ڈال کے سینے میں بھی ہو رہی تھی ہمکر
انہیں خود پستی کے بند باندھ رکھتے تھے۔ میرا در
بل ابھی نے پورے خاندان کے سامنے سی
ہمیں۔"

"وہ میری بادالی تھی اب وہ۔" سعیدہ نے آہ بھر
کے کہا۔

"غیری۔ وہ تمہاری بد قسمی تھی۔ تم نے اپنے
انہوں سے اس دن اپنے تمام مرتبے ختم کر دیے تھے۔

اب کیا لینے آئے ہو؟" سعیدہ نے اپنے
بوجی لینے آیا ہوں، وہی تو گرد گزرا کے ہانگ رہا
ہوں۔ معاشرے۔ صرف معانی چاہے بھیجئے۔
"بس بھی بھیجئے۔ اتنے سخت نہ بیش حامد صاحب،
وہ شرمدہ بے دل سے معانی ہانگ رہا۔"

ان سے بیٹے کا پیچک کے روٹا سانہیں جاربا
تھا۔ خود بھی ہلکیاں لیتے ہوئے اس کی سفارش کرنے
اُن سے بیاپ کی نظروں کے تعاقب میں صوفی پر
سمی کوئی بھی کوئی کھانا اور کہا۔

"سعیدہ، اس سے پوچھ، یہ یہاں آتے ہوئے
کے رکھ دیا۔ میں بری طرح بھر گیا تھا۔ مجھے لگا جیسے
اب دنیا میں کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ گھر پھر اس گھر
کا۔ اس گھر کے رینے والوں کا خیال آیا تو سوچا شاید
میں ایک بار پھر خود کو سمیت لوں گرے۔ شاید میری
قسمت میں در بدری کا ہی ہے۔"

وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہ رہی
تھیں۔ بس نہ چل رہا تھا کہ جس بیٹے کو سدا ازاں اور روزِ عمر
سے گردن اٹھائے دیکھا تھا۔ اسے یوں زمین پر گرا
دیکھ کے انداز کے سینے سے لگا۔

بپ کے دل کو کچھ ہوا وہ بے ساختہ کہا اٹھے۔
اویح کے پاس جائے، جس کے لیے ہمیں چھوڑا
تماں نے۔" سعیدہ نے امید انداز نظروں سے انہیں دیکھا۔

اللہ کو حاضر نہ کرنا کے استاذ سے موقر روتے
دہ جملہ ہے، "ہاں خوش رہتے ہیں نہ اسے۔"

سعیدہ نے مقت کرتے ہوئے کہا۔
وہ ایسا سیاست میں سرپاہنے لگے
"شاید تم نہیں کہتی؛ دے میں نے اسے منافق پہ
انہوں سے ہمیں ساف بھری۔"

"ولا نکر کا بکر تو اس نے بید دعا میں لینے والا ہی کیا
تھا۔ اُنکی دسم کو چھوڑ گیا تھا، اس ستم پنجم کی
آن کے لجئے کی سچائی نے سعیدہ کے ہاتھ پہنچا لے رہا۔

کامل نیل کی آواز نے دونوں کو اس نامہ سے نہادا
"یہ اس وقت کون آکیا؟"

"رحمیم ہے ٹاگیٹ پر۔" سعیدہ نے گیت کی پہنچا لیا۔
کے نادل کا چھا کر تیکے اس لے چاہتا تھا اس کے

آنسو نکل ہو گیا۔ اپنی نی زندگی میں اتنی خوش
بات کا اشانہ ہمی کہ آنے والا کوئی ہم پاک فروذی ترقیات
والا ہے جس کے لیے رحمیم نے فوراً ہمیگی کھبڑا دیا
جاتا۔ انہوں نے پہلی بار سعیدہ کے سامنے مل کا حل
جاتا۔

پھر اگلی تیل گھر کے داخلی دروازے پر ہوئی تو اس
بات کا اشانہ ہمی کہ آنے والا کوئی ہم پاک فروذی ترقیات
والا ہے جس کے لیے رحمیم نے فوراً ہمیگی کھبڑا دیا
جاتا۔ انہوں نے پہلی بار سعیدہ کے سامنے مل کا حل
جاتا۔

"میں دیکھتی ہوں۔" سعیدہ، چائے کا کپ رکھ کے دروازہ کھولنے اٹھیں
اور دروازہ کھو لتی دیتیں جم کے رکھ کیں۔

یہ وہ عالی نہ تھا جو بڑے ملنٹری اور ٹیکٹری طرز کے
بُول نیل کے ساتھ اتنی خوش نہ رہتی جسی فرمان
کے ساتھ ہے۔ وہوں میں ایک دسرے کی لیے ہی
تھا۔

"بل یہ تو بے مثاء اللہ۔ اتنے والا مسافر تھا۔ ان کا جلد
بچائے۔" بچائے ان کے بازو اسے سینے کے لیے فوراً وا
ہو گئے۔

"وہ پھر سمجھ لیں کہ جو والا تھا، شایدیں اللہ۔" وہ نوں کا ایک دسرے کے گھنے لگ کر پھوٹ
رکھ کر ملکی معلمہ تھی۔

لے رکھ کر ملکی معلمہ تھی۔

ایک محبوب کے بھائی ایک شہر بن کے تھے۔
بات کی بے فرمان! ناٹش تم شوہر بن کے تھے۔
یہ صورت حال تھی تاًزَ تھے۔ مگر اس معاشرے میں تم
لئے تھے۔ میرے شوہر نہیں، سالِ جنے کے بھائی بن تھے جنہیں بالی
ہو رہے تو۔

”امیں یہاں نہیں رہتا جائے۔“
اس نے فرمان کا مشورہ نظر انداز کرتے ہوئے اپنی
یہ صورت حال تھی تاًزَ تھے۔ مگر اس معاشرے میں تم
لئے تھے۔ اب کو کوئی اعتراض نہیں تو جمیں کیوں
”جب ای اب کو کوئی اعتراض نہیں تو جمیں کیوں
”جسے کیوں بھاول ہو گا۔ آخر ہدیہ بھائی ہیں میرے۔“
”صرف بھائی۔“ کومل نے شکوہ کرتی نظروں سے
”کہا تو تھیں بھی کوئی اعتراض نہیں تھے؟“
کوول نے کھوجتی نظروں سے اسے دیکھا۔
”جسے کیوں بھاول ہو گا۔ آخر ہدیہ بھائی ہیں میرے۔“
”صرف بھائی۔“ کوول نے شکوہ کرتی نظروں سے
”بھی ماںوں۔ اٹھیں کسی فارمان فیڈی گیشن کو باقی
لی آئے کر جانا تھا۔“ کوول نے اطمینان دی۔
”بھی غیب و ستور: وہ گھرے ہیں کاروبار کے۔ ایک
زمانے میں کاروبار لو۔ اور وہ اس بنیاد پر چاہا کرتا تھا
اب تو کھلاو پلاو اور کاروبار کریو۔ اصول ہو گیا ہے
کبھی ڈر کرائے جا رہے ہیں، بھی بالی ہے۔ بھی بھور
بن میں یہ دن کے لیے بھگ کرائی جا رہی ہے۔
کاروباری علاقے اسے کاروباری رہنا چاہیے۔
اتھی آؤ بھگت تو بھلے زمانوں میں ادھ سہیوں کی یا
کرتے تھے۔“
ان کی بات پر کومل بے ساختہ بس رہی۔
”آپ بھی ناںوں۔“

اس کی نہیں سائنس سے آتے عامل کو دیکھ کر سُم
حمنی۔ عامل نے اس کے متالیں بیٹھتے ہوئے بغور اس
سکر ابٹ کو سستے اور ہونٹوں کی اوٹ میں چھپتے
لیکھا۔
”یقین دیکھا جا رہا ہے؟“
اس کے سوال کا جواب کومل نے شاید اس لیے
نہیں دیا کہ وہ رہا ہی نہیں چاہتی ہے۔ سعیدہ نے اس
لیے نہیں دیا کہ وہ نہ میچے۔ دیچ کی رسمتی تھیں نہ اس
کے متعلق باتوں سے اور حامد مسعود نے اس لیے توجہ
چاہئیے اور کے؟“
اس نے ذکر کیہ درست کیا اور کوت بدلتی۔ کومل
تمہیں۔ مگر عامل نے اس بات کو بری طرح محسوس کیا۔

”کہہ کے سوچا۔“
”کیوں بھول رہے ہو فرمان! وہ صرف تمہارا بھائی
نہیں بلکہ تمہاری بیوی کا پسلاشوہر ہے اور تمیں اس
کے اور اپنی بیوی کے ایک پیغمت کے نیچے رہنے پر بھی
کوئی اعتراض نہیں؟“
”کیا سوچ رہی ہو؟“
”دیسی کے کہ ان کے یہاں رہنے سے کوئی مسئلہ
نہ پیدا ہو جائے۔“
جو بات وہ صرف سوچ سکتی تھی، زبان تکلانے کی
ہٹت نہ پیدا ہو رہی تھی۔ اسے کومل نے ڈھکے چھپے
ادمازیں لکھنا چاہا۔

”پلیز کومل۔“ فرمان نے اس کے باہم تھامے
”بہت مشکل سے سب کچھ ٹھیک ہوا۔“ اسے تم لے کارکی
سپیشی مسٹ پالو۔ دیکھو ای اور ابو کثیرے خوش اور
بلیخن ہیں۔ ان کا غصہ دلتی تھا۔ عامل بھائی کے لوبنے
کے جیسے یہ لکھ مکمل ہو گیا ہے۔“
اس نے بے زاری سے سر جھکھا جو فرمان کو ناکوار
مگر۔

”بھول جاؤ سب کچھ۔“ بس یہ یاد رکھو کہ میں
تمہارا شوہر ہوں اور وہ تمہارے شوہر کا برا بھائی۔ اس
رشتے کے حوالے سے تمیں اٹھیں اعزت دینی
چاہئیے اور کے؟“
اس نے ذکر کیہ درست کیا اور کوت بدلتی۔ کومل
غافل خالی نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔
”ایسا پہلی بار ہوا ہے جب تم نے ایک اوٹ
چاہئے پیو گے عامل؟“

”تم اوٹ آئے ہو تو اس گھر کا بردازہ تمیں بند
نہیں لے گا۔“

”اب۔“ وہ پھر سے ان کی قدموں سے پلت کیا۔
”انھوں۔“ انہوں نے اسے یپھ سے انھاتا چاہا۔

”نمیں اب۔“ بھگتے ہیں رہنے دیجئے۔ اپنے
معاف کر دیا میرے لیے اتنا کافی ہے۔ میں جگ
سیکھ گیا۔

”ہاں میں۔ اور کون ہو گا۔؟“ اس کے پر ای
کومل بے دھیانی سے اسے دیکھتے تھے۔

”اے۔ کہاں ہو گئیں۔“
فرمان نے اس کی آنکھوں کے آنکھ باتھا لے رہا۔
کومل نے اس کے کاندھے پر اپنا سر نکالیا۔

”بھگتے کھونے مست وہ فرمان۔“
”کیسی باتیں کر رہی ہو کوں۔“ وہ اس کے بال
ملانے لگا۔

”بھگتے کھونا فرمان۔ خیال رکھنا پیرا۔“
”کیسی باتیں کر رہی ہو۔ کیا بوس گیا پتہ تھیں۔“
اس بار اس کے لوبنے میں تھیں۔

”بھگتے بہت ڈر لگ رہا ہے فرمان۔“ اس نے اس
کی شرٹ کے کارڈر سے تھام لی۔

”در۔؟ کس سے؟ میں دیر سے آیا اس لیے؟“
وہ حضر رہی۔

”یوں اکیلے میں لاٹھن بند کر کے بیٹھو گی تو ڈر لگ
گئی۔ تم نے چلی جاتیں۔ وہاں سب ہیں۔ اسی اب،“
خوشیوں کی زندگی بس تمہارے اور رہنے تک ہی
تھی۔ تمہارا اس کھ میں داخل ہو۔“ وہاں پاقدم
میری خوشیوں کی مبتہ ہاتھ ہے۔ یہ جانتے

ہو گے تم تبی آئے ہو۔“

”کون۔؟ ناہل بھائی جان کے بارے میں کہہ رہی
اے اپنے بدن میں ناہل کے تاش کی کھوئیں پھر ہو؟“

اڑ رہتے میشانیوں کی ہاداری پھر سکر ری اڑ ری ری
فرمان نے ذکر انداز میں پچھا۔ کومل نے اقرار

محبت کی حدت سے نہیں بلکہ باری باری اسی غفتہ کی سکر رہنے لگا۔

اس نے خوف سے بھر جھوپی بلکہ سکر ری اڑ ری سکر رہنے لگا۔

اڑ رہتے میشانیوں کی ہاداری پھر سکر ری اڑ ری سکر رہنے لگا۔

بھیتے تین چار دن سے یہی: وربا تھا۔ وہ سب کے
بن: ہوتا ہی تو نہ: ہونے کے برابر ہے جو ماتب بھی
کواس کی کمی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ وہ سب
کی غیر موجودی کے عادی: ہو چکے تھے۔ مگر وہ جس
ہمیشہ سرکز نگاہ بن کے زندگی تزاری تھی۔ ہمیشہ خود
لذت ملتے رکھتا رہا۔ وہ اس بے وقعتی کانادی نہ: ہو
تھا۔

بنا تھا۔
جب تک وہ اس کھر میں رہا تھا، فرحان کا درجہ دوسرا
اریا۔ وہ تھا بھی دوسرے نمبر پر اور عادل نے مال
پر کی ساری توجہ ببورتے ہوئے اسے دوسرے نمبر پر
لے رکھا۔ مگر اب اس کا ایک اندام اسے دوسرے نمبر پر
برے چوتھے درجے سے بھی پہنچ لے آتا تھا۔
فرحان نے اس کی جگہ حاصل کر لی تھی۔ وہاب مسکی کو
ملٹری میں آتا تھا۔

”جب مجھے پتہ چلا تھا کہ ابو کے حکم پر تم نے
چوں چراکوں سے شادی کا فیصلہ کر لیا ہے تو مجھے
کی حرمت ہوئی تھی۔ آخر کیا تھا اس عام کی ملک و
مورت اور اوسط زیانت والی شیموں پیسہ لزکی میں جو
نہ اڑے ہی باپ کے نکروں پر ملی تھی۔ ہمارے ہی ہمرا
کے ایک کوتے میں دبکی رہتی تھی۔ اور جس پر اب
طلائیافت کا لیبل بھی لگ چکا ہے پھر میں نے سوچا کہ
ابو کے ذریعے تم نے ہاں کر دی ہو گی۔ لیکن اب سمجھ
میں آرہا ہے کہ یہ شادی نہ تم نے خوف زدہ ہو کر کی
تھی۔ نہ ہمدردی کے جذبے سے مغلوب ہو کر اور نہ
ای کی اور وجہ سے یہ تم نے ایک سوچے سمجھے
منفوبے کے سخت کیا تھا۔ فرحان! تم میری تھکہ لینا
چاہتے تھے کوں سے شادی کر کے ابو کی نظریوں میں
غذیل ہم تر بننا چاہتے تھے۔ تم نے جو کرنا چاہا، وہ کر کے
رہے۔ اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔

ناول نے تنفس سے سوچا۔
 اسے رہنے کے کوں کا دھریاں آتے رہا جس پر فرحان
 اس آمد کے محسن تصور سے ہی قوس قزح بکھر گئی تھی۔
 ”اور کبھی اب رنگ میرے لیے مخصوص تھے“

لے پہنچ کر کسی کوہی ملتی ہے۔ ”
بہلے کپ زور سے میز پر چکا۔ آدھے بھرے
پہلے چکے چڑک گئی۔ اس کے باوجود کسی
پہلے دکت کا گوئی نوش نہیں لیا۔ کہاً اب فرحان
اس تھی۔ اس سے اپنی توکی زبان میں باش
اکوہی، کوہل اے دلن بھرگی رو داد سنائی جارہی
رہا تھا، کوہل اے دلن بھرگی رو داد سنائی جارہی
جانتے کے باہ جو کو کہ دسنے پا آتا نہیں۔
” اللہ کا شکر ادا کرو لازم کے۔ آج کل اس ماڈل کی
یاں بنی ہندہ تو کی ہیں۔ ”
حامد مسعود نے سردم دلانے والے انداز میں کہا۔
” یہ آخری پیس شاید میرے لیے ہی بجا تھا۔ ” وہ
لہ بننے لگا۔
” ہاں، قسمت اچھی تھی تمہاری۔ ” سعیدہ نے

عالی ایک جنگل سے اٹھا۔
”ایسا ہوا؟ جوئے نہیں پی۔“
”شنڈی بھونٹ پڑے پڑے“ اس نے خشک لبج کھا۔
”اور بناؤں؟“
”نہیں۔ ضرورت نہیں سے“ وہ کہہ کر مڑا اور
پڑھیوں کے نزدیک پہنچ کر مڑ کر دیکھا۔
”میری طرح۔ میری ضرورت بھی کسی کو
نہیں۔“
اس نے سب کو ایک دوسرے میں گھن دیکھ کر
چڑھا، کسی نے اسے رکنے کے لیے نہیں کہا تھا۔

شاید میں نے واپس آکر غلبی کی ہے۔ ”
اپنے گھرے میں آنے کے بعد اس نے سوچا۔
”اب یہاں میری کوئی جگہ نہیں بن پا رہی۔ ان رو
لاں میں سب نے اس گھر کے کونے کوئے کو بھر دیا
ہے۔ مجھے معافی مل سکتی۔ مگر جگہ شاپنڈہ ملے۔ گھر
میں بھی نہیں اور کسی کے ول میں بھی نہیں۔ ”
ان آز ردگی سے سوچنے لگا۔

ب سے پہلے سعیدہ نے ماحول کی کشیدگی کو
محسوس کیا۔
”کیوں نہیں ائی۔“ اس نے زبردستی کی بیانات
پرے پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ”آپ کے باتحکی
چائے؟ واور میں انکار کر دوں؟“
”اب کمال میرے باتحکی چائے میں تو جیسے
سب کچھ بخوبی تھی ہوں، کوئی اب بخجھے کچھ کرنے کی
نہیں دیتی۔ جاؤ کوئی سب کے لیے چائے بنالا۔“
”اڑے نہیں سیسے رہنے ہو۔“ کوئی کوئی اٹھتے
وکیوں کرنا ہیں نہ تلف سے کہا۔
”کم کیوں تکلیف کرتی ہو؟“
”تکلیف کیسی؟ میں اس وقت روزی چائے بناتی
ہوں۔“
اس نے کچن کی جانب جاتے جاتے خشک انداز
ہر سوچا۔

نائل نے لب پھینک کر اسے دیکھا تو فلور کشن پر اپنا کپ لے کے بینہ چکی تھی۔ اس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔ جیسے وہ یہاں موجود ہی نہ ہو۔ پھر اچانک آن کی آن میں عادل نے اس بے رنگ چہرے پر رنگوں کے میلے جتے دیئے۔

”فرحان آگئے۔“ ہارن کی آواز پر وہ انھی اور تیز تیز زدہ موں کے ساتھ چلتی باہر کی جانب پلی گئی۔

”ابو تو پوتی میں ہی گمکن رہتے ہیں۔“
نائل نے چند سینٹ سک کام بھی کو محسوس کرنے کے بعد پولنے میں پل کی۔ حادہ اسے معاف بھی کر چکے تھے اور گھر میں رہنے کا ازاں بھی دے چکے تھے۔
تراب بھی اس سے زیاد ہلتے نہیں تھے۔
”جان سے یہ میرن۔“ انہوں نے اس کا تھاچوہا دے تھا۔

اگر کوئی بہت: ولی سے اسے "چھوڑ رہا بعد عامل ٹکڑا: قہہ سنائی: یا اور پھر وہ دونوں
وہ نہیں دیے اور اس کی فلکاریاں منٹے کے لیے مزید اندر آتے رکھائی دیے۔
اگر کبھی کبھی تو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں آفس سے

لہ لدا لے لے
”بچھے دیکھے درا۔“
نائل نے بڑھ کے اسے گوہ میں لینتا چاہا۔
”اے، اکا۔“
”اے، اکا۔“

ارے۔۔۔ یہ دباؤں ہی : ہی بس دراہی بس ایسے یہاں۔۔۔
رسک پھولی ٹپیکی ٹوڑو رکر کنگلے اس کلے ہے جنتے : وئے کہ رہا تھا اور کوئی جینپ کر
اس نے ٹوڑیا کو بازوؤں میں بھالاے : وئے لکا اور نکاری تھی۔

”ایسا کوئی نہیں تھا جس کے پاس اپنے بھائی کی موت کا سبب ہوا تھا۔“

لزکر دہ بچل ہو تو کچھ میکا۔ لزکر ستر کرا رکھی سر کا آئیں زیاد بڑھے چنے کر مت بولو۔ ایسی خیال رکھنے ”رلا دیا۔“ اور کٹنا کو دابیں ایسی سے ملے لایا۔ ایک خوبصورت اور سر رہی ہے۔

اوئے ہوئے۔ شعر دشمنی یہ تو کیا پڑت

بوجنی۔ ”

”بان کایا پلٹ سب کچھ بدل گیا ہے جیسے و مال

لے فریان کی بدن۔“ ”ابعد عامل سعودی نے دسرا چشم لے لیا ہو۔ نہ پرانا میں

”ای جنبہ ایٹ پشاور اسے پار آ رہا تھا۔ نہ پرانے میرے رشتے سب چھ بدل ہوا ہے۔“

عامل کی افسروں نے فرمان کو سمجھیہ ہونے پر

مجبور کیا۔ ”سب کچھ وساہی سے عامل بھائی!“ اس نے

عامل کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

”آپ بے کار کی باتوں سے اپنا چچا چھڑا میں اور

خود کو مصروف رکھا کریں۔ کل سے آپ میرے ساتھ

آفس جانا شروع کر دیں؟“

اس مشورے پر عامل نے اسے سمجھ سی نظریوں

سے روکھا۔

”اویس میں تو بھول ہی گیا کہ ابو کے بنس میں

آپ کو کبھی بھی انترت نہیں رہا۔ اینا وہ سے آپ

جاتے۔“ ”کہاں کیا کر رہا تھا۔“

”زمان کی لا الہ الی طبیعت نے محسوس نہ کیا۔ وہ تقدیہ لگا

کے نہیں۔“ ”ایمیں تمہیں بھجھے آئے ایک ہفتہ بوا ہے فرمان۔ اتنی

جلدی میں تمہیں بوجھ لٹکنے لگا۔“

”کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ، میں تو آپ کا

دھیان بٹانے کے لیے کہہ رہا تھا۔ آگے جیسی آپ کی

مرضی۔“ ”سوری یا۔“ ”عامل نے اچانک لجھ بدل۔

”پتہ نہیں کیوں، میں اتنا پنچ بوجاتا ہوں۔“ ”تائی

ز میرا انتشار پر کچھ اس طرح توڑا ہے کہ اب کسی کی

بھی محبت پر تیغیں لرنے کو جی نہیں چاہتا۔“

”آپ بانے ہو گئے میں عامل بھالی۔“ ”ہمیں اس

کے نزدیک بینے گیا۔“ ”عمر میں جنہے سے بس تین چار سال بڑے ہیں مگر

تھمارے سامنے کہ میری وجہ سے تمہیں اتنی تکلیف

انھاڑی۔“ ”میں سمجھا نہیں۔“ ”میری خود غرضی کی وجہ سے ہی تمہیں۔ میرا

”وہ شعر نہ ہے تم نے۔“ ”عامل نے کہا۔

سلوٹیں ہیں میرے چہرے۔ تو حیرت کیسی

زندگی نے بھجھے تم سے کچھ زیادہ پنا

زندگی کی بھی باتحم سے گئی۔ مازامت بھی نہ اس

بکھر۔ بارے وجوہ، کوکرچیوں میں سیئے اس کھیل

کر کے ٹکرائیں۔ اس کا برآمد سب بدل ڈکا تھا۔ وہ

یہ زور میں سے بھری دپرس میں گمراہنا تو کوں ہی کچن

بجائے تاور بننے لگا۔ زخم بندال ہے۔“ کی

جنادھوان اس کے اندر رہا، اس سے کیں کہا۔

سکریٹ کے ذریعے پھونک چکا تھا اس کے باوجود

کمرے میں دھو میں کی بانس اور کھنڈ اس نذر بھٹکی

کے خود اس سے اندر رہا۔ وہ نیس کی جانب رکھے

دوڑا، کھمکول کے دیاں آیا۔

سکریٹ کو ایک کش لگاتے ہوئے اس نے نیس

میں ٹھلنے والے دسرے دروازے اور کھنڈ کوں اور دیما

جو فرمان کے کمرے کے تھے اسے یاد آیا۔ ایسی ہی

ایک رات اسی ٹیرس تھرے اس نے ای کی باتیں

سی تھیں اور غنیق و غلب سے بذھا، وہ کراس

نے اس دلمن کی پورا پورا نوجہ ایسی تھی۔ جس کا چہرہ تک

پہنچا۔“ دیکھنے کی قسم کھاچکا تھا۔

غیر ارادی طور پر آگے بڑھا۔

”یا۔ یا اور تم میک اپنے کیا کر رہا۔ یا پھر رات کو

اسے صاف نہ کیا کرو۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میری دیوب

پاکے دنوں میں ساہل کی تلی ماحصل کر لے گا۔“

عامل کی تلی پانے کا خواب خواب ہی رہا۔ کیونکہ

تائی اس کے ساتھ ساہل نہیں بلکہ، اونوں کے ساتھ کا

حوصلہ رکھتی تھی۔ عامل نے ہمیشہ خود کو پہلے بار کرایا کر رہا۔“ اور تم یہ دل دہانے والا میک اپ کرنا نہ

ہے کہ ایک ملک کا بیسے کی طرف ادا۔ اسی ای خدخت اس کو گھبک میں تم سے بات نہیں کرتی۔“

لگاڑا اور میں ناٹپ یہی اس کی بذیوں تک میں ”چھ؟“ بائی خوشی سے مرد جاتے اگر اعتبار

اسے ملادی پلے کی بات یاد آئی جب ایسے اپنی
خواہش کا بہانہ بھی ادا کر دیا تھا۔ وہ کوں کو اس
کی من بنا چاہی ہیں۔ کوں تب تک خان میں پڑھتی
ہیوی بھی باتحم سے گئی۔ مازامت بھی نہ اس نے
طرح فوٹا کر بھت تک نے جواب دے دیا اور جذبات
میں فلی واسع تبدیلی تھیں کی۔ گوں کا معاملہ اور
حق۔ اس کی ظہریں، اس کا برآمد سب بدل ڈکا تھا۔ وہ
یہ زور میں سے بھری دپرس میں گمراہنا تو کوں ہی کچن
بجائے تاور بننے لگا۔ زخم بندال ہے۔“ کی

جنادھوان اس کے اندر رہا، اس سے کیں کہا۔
اس کے اندر واصل ہوتے ہیں جھاک سے ہیں اور جذبات
ساتھ آجائی۔ شہرت کا جگہ لیے دھکرے میں جاتا تو
ایسے ساف اور اسٹریٹ شدہ کہنے سے ساٹھ رکھے
وہ تے شادر لے کر ہمہ تاہمیں نہیں کر مگر ارم اور اس کی
پسند کا گھنٹا رکھا تھا۔ وہ یہ سارا دی اسی پلی پروٹو کوں
بڑے نہ سے وصوتا اور ایک بار بھی افسر اتھا کے سے
سپ کرنا والی کسی شرکیں آنکھوں کی تحریر پڑھنے کی
کہش نہ کرتا۔

چھ تانیہ تھیں اس کی زندگی میں۔ اور سب بدل گیا۔
میں ٹھلنے والے دسرے دروازے اور کھنڈ کوں اور دیما
جو فرمان کے کمرے کے تھے اسے یاد آیا۔ ایسی ہی
ایک رات اسی ٹیرس تھرے اس نے ای کی باتیں
سی تھیں اور غنیق و غلب سے بذھا، وہ کراس
نے اس دلمن کی پورا پورا نوجہ ایسی تھی۔ جس کا چہرہ تک
پہنچا۔“ دیکھنے کی قسم کھاچکا تھا۔

غیر ارادی طور پر آگے بڑھا۔

”یا۔ یا اور تم میک اپنے کیا کر رہا۔ یا پھر رات کو
ہوا لے سے مانیں کو اتھا۔““ میں کہہ رکھتا ہے جیسے میری دیوب
پاکے دنوں میں ساہل کی تلی ماحصل کر لے گا۔“

فرمان کی شوخ آواز باہر تک آئی۔

”لیے کیا۔“ فرمان باز آجاؤ اپنی انفل جانے
وہی رکھتی تھی۔ عامل نے ہمیشہ خود کو پہلے بار کرایا کر رہا۔“ اور تم یہ دل دہانے والا میک اپ کرنا نہ

ہے کہ ایک ملک کا بیسے کی طرف ادا۔ اسی ای خدخت اس کو گھبک میں تم سے بات نہیں کرتی۔“

لگاڑا اور میں ناٹپ یہی اس کی بذیوں تک میں ”چھ؟“ بائی خوشی سے مرد جاتے اگر اعتبار

سرگیت کر چکا ہی۔ وہ زندگی کے خاتمہ تھا۔““ میں کہہ رکھتا ہے جیسے میری دیوب

اماننا شعبان 1428ھ 2007ء

جھوٹ موت کے آنسو بہاؤ؟" وہ اب بھی نیر بجید تھا۔

"میں۔۔۔ وہ جسیچکا۔" میں چاہتا ہوں تم خوش رہو۔ میری وجہ سے تمہیں جو تکلیف ہوئی بے بے میں اس کا ذرالہ کرتا چاہتا ہوں۔"

فرحان اس کی بات پوری طرح سے نہ کچھ سنا اس لیے شانے اچکا کے رہ گیا۔

"میں خوش ہوں بھٹن، کسے تین دلاؤں آپ کو؟ اور خوش کیسے رہتے ہیں؟ چلیں چھوڑیں فنول کی پاشی۔ آپ کو اپنے نلپ کوئی بوجھ رکھنے کی ضرورت نہیں۔"

"تمکے" جمنجلہ بہت کے مارے عامل کا برا حال تھا۔

"پھر بھی آپ کی تسلی نہیں ہوتی تو یہ دیکھیں۔ میں جھک کر آپ کا شکریہ ادا کر رہا ہوں کہ اے میرے غنائم بھائی۔ آپ نے میں ولیعمر والے دن گھر سے بھاگ کر میری زندگی پہ انجانے میں ایک بست بڑا احسان کروایا تھا اور مجھے بغیر مانگئے وہ دے ریا جس کے بغیر شاید میری زندگی ادھوری تھی۔ اب خوش ہیں آپ؟"

اس نے مسکرا کے عامل کو دیکھا۔ جو کو شش کرنے کے باوجود نہ مسکرا سکا۔



کوئی نے دوبارہ بلکی کی دستک دی۔ کوئی جواب نہ آنے پر اس نے دروازے کی ناب پہ بلکا سا دباو ڈال کے تھوڑا سا دھکلیا۔ اور یہ کھلے دروازے کے پار کمل سکوت تھا۔ عامل تمیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر واش روم کے بند دروازے کی پیچھے سے پانی گرنے کی بلکی بلکی

اس نے ایک طہانتیت بھرا سانس لیا اور تدرے

کر ان گھنٹے سے مر رہا ہوں کہ میری وجہ سے کر رکھے جھک ہو کر اندر چلی آئی۔ اس کے ہاتھ میں چار پانچ ہینگر تھے جن پر عامل کے ذرالی کھینچن ہو کر آئے تمہیں۔ اور تم نہیں میں بات اڑا رہے ہو۔" "اوہ اور لیا کروں؟" آپ اسکے گاندھے سے لگ کر کر رکھوٹ لٹکے تھے اور جو سعیدہ نے اسے اور پہنچا نے کے

مطلوب ہے کہ نہ میں آنیے کی وجہ سے یہ گھر چھوڑتا اب خاندان کے سامنے اپنی ناک اپنی رکھنے کی خاطر تمہیں قربانی کا بکرا بھاتے جو ہوا میری لاج سے ہوا۔" "ایسا کچھ نہیں ہوا بھائی جان۔" فرحان کے لجب میں تا گواری در آئے۔

"میں سمجھتا ہوں فرحان۔" عامل نے ہمدردی جتنا۔

"سب سمجھ سکتا ہوں۔ تم نے ابا کی خاطریہ کڑوا گھونٹ پایا ہے۔ ان گھر کے لیے بست بڑی قربانی دی ہے۔"

"پتا نہیں آپ کیا کہم رہے ہیں؟" "آتنا کے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر مسکرا کے مذاہم کی بھیسرتا کم کرنے

چاہی۔

"ٹھنک ہے میں نے یہ شادی اب کے کھنے پر کی تھی مگر یہ قربانی دغیرہ واپسی پر بھی بھی نہیں ہے۔"

عامل نے اس کی بات کو قبول کیا۔" اہمیت نہ دیتے ہوئے اپنا ہمدرد وہ بیان حاری رکھا۔

"تمہارے بھی تو چھ خواب ہوں گے۔ پچھے امیدیں ہوں گے۔ شاید تم کسی کو پسند نہ رہتے ہو گے کوئی آئندہ ہو گے۔ مگر صرف میری ایک نفلٹر کو دیکھ کر اسکی وجہ سے تم تپسیں گے۔ تمہیں اچھی فیلی کی خوبصورت لڑکی پاڑھتے مل سکتا تھا۔ مگر تمہیں ایک عام

ٹھکل د صورت کی معمولی سی اور خود سے عمر میں بڑی لڑکی سے شادی کرنا پڑی۔"

کوئی کے بارے میں ان الفاظ کا استعمال اسے حقیقتاً تکلیف ہوتی۔

"وہ کوئی آنہ دس سال بڑی نہیں ہے۔ اتنے سے فرق کو میں اہمیت نہیں دیتا یہ بھی ذہنی ہم آہنگ کے آگے عمر کا معمولی فرق کوئی معنی نہیں دیکھتا۔" سر اڑاواز سنائی دی۔

"بس بھی کرویار!" عامل جمنجلہ بیا۔

"مجھ سے چھاؤ گے اپنے دل کا محل بس میں ہوں کر رکھے کر رکھے جھک ہو کر اندر چلی آئی۔ اس کے ہاتھ میں چار پانچ ہینگر تھے جن پر عامل کے ذرالی کھینچن ہو کر آئے تمہیں۔ اور تم نہیں میں بات اڑا رہے ہو۔" "اوہ اور لیا کروں؟" آپ اسکے گاندھے سے لگ کر رکھوٹ لٹکے تھے اور جو سعیدہ نے اسے اور پہنچا نے کے

سنوں گا۔ اس وقت تھا ایک پاری کی اسماں چاہتے ہیں۔ اس میں افس کے لیے تھوڑا۔ ”مگر نیرے لیے ابھی اور اسی وقت یہ بات کرنا بہت ضروری ہے فرمان۔“

”کوئی بینا، عامل کے لانڈری سے آئے کپڑے اس کے کمرے میں رکھوادیے؟“

سعید نے اپنے کمرے سے پین کی طرف جاتے ہیں اسے فرمان کے نزدیک کھڑے رکھا تو ہیں سے پکار کے اپنھا۔

”ایسی۔ اسی دے کر آتی ہو۔“ وہ پکن میں پیش گئیں۔ کوئی نہ کہنے کے لیے ل کھو لے۔ مگر فرمان کے شانوں پر دنوں باختہ رکھے محبت بھرتے انداز میں کہہ رہا تھا۔

”میں خوش ہوں کوئی کہ تم نے عامل بھائی کی طرف سے اپناہ صاف کر لیا ہے اور انہیں اس لئے میں قبل کر لیا ہے۔“

وہ بے بی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

”حقیقیک یوسیہ شمارت۔ بائے بائے۔“ وہ دلے سے اس کے گھل بھپتھا کے چاہ کیا۔ کوئی کو ایسا لگا جیتے کہ تکریت کی مشبوط پھتوں کا بو تجھے اس اکیل کے ہاؤں کا نہ ہوں چاہے آن گرا ہو۔

ہیہہ ہتھ ہتھ

”کوئی بینا۔! کھانا تو تم نیشن ہی اچھا بنتا ہو۔ مگر ان تو کمال کر دیا۔ یوں سعید؟“

حامد مسعود نے کھانے کی نیبل پر تعریف کرتے ہوئے کہا۔

”واقعی۔ ہماری کوئی کے باتم میں زائد بستے۔“

”اور کریں تعریفیں۔ میں بھی کب سے سوچ رہا تھا کہ کوئی کا ویٹ ہونے کی وجہ کیا ہے۔ اب پتہ چلا کہ یہ آپ کی تعریفیں سن سن کر پھولے نہیں ساری ہیں۔“ فرمان نے چھپڑا۔

”مت بیک کیا کرو۔ باتوں اگر“

من دینے کا کہا اور انہوں نے ہی فرمان سے

”میں جانتا تھا کوئی۔“ عامل نے اس کی بات پر کاشہ ہوئے دی۔ ”میں جانتا تھا تم مجبور ہو گی ورنہ ہمارا کسی کو کھٹکی نہیں۔ تمہارے بس میں ہو تو تم موہر میرا منتظر کر تیں۔“

”آپ ناط بکھر رہے ہیں۔“ اس نے اپنے آنسو سپت کیے

”میں نے تباہ تھا کہ وہ محبت نہیں تھی۔ وہ بھی ہیں کے فعلے میر کی رضا مندی نہیں۔ بچپن میں ہمارے رشتے کی تکشیر بھی اور بس۔“

”مگر اب میں اس کشش کا کروں جو بخوبی باندھ دیا جائے۔“

”اپنے دماغ کا علاج کروائیے۔“

”وغصے سے پہنکار کے چلی گئی۔“



”عامل میں اس کشش کا کیا کروں جو بخوبی باندھ دیں۔“ اس کے فقرے نے کوئی کامیاب بھک سے ازا کے رکھ رہا تھا۔

”اس کی جرأت پر دنگ تھی۔ ایک لا اس اس کے اندر ایس رہا تھا۔ اسی قیمت بھر کتے مزان کے ساتھ وہ رہڑ دھریں۔“ اسی اتریلی تیچے آئی تو فرمان کہ اپنا مذکور پا۔

”یا! تمیں پڑتے کہ میں تمیں دیکھے۔ فیر اس نہیں جاتا پھر کہاں، گئی تھیں تم؟“

”میں میں وہ بخوبی تم سے ایک بات کرتا ہے فرمان۔“

اس نے اچانک فیصلہ کر لیا۔ اسے سب کہہ بنا نے کا۔ بہتر تھا کہ وہ عامل کی جسارت اور اس پیش نہیں کا ابھی سے سند باب کر لیتی ورنہ یہ صورت حال

آگے جا کے مزید خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔

”یا! اسی پلے ای لیٹ، وپکا ہو۔ باتوں اگر

لے بیتے تھے عامل کے کمرے میل آتے ہوئے“ جبکہ بھی رہی تھی اور خوف زد بھی تھی لیکن انہیں انکار بھی نہ کر سکی۔

”یہ تصاری پتو اس تھی۔“ کہنے کے لیے اس کے ملے اسے مناسب نہ اکا۔ اچانک اسے اپنی پتھر پر کھینچ کر مدد کیا۔ اسی اسے اپنی پتھر پر کھینچ کر مدد کیا۔ اسی اسے اپنی پتھر پر کھینچ کر مدد کیا۔

”شادی کے چوتھے دن لٹک دا لے طلاق ہاتے کے بعد کیا انتظار کی گنجائش رہ بجا تیے ہے؟“

”وہ طلاق میں نے دی نہیں تھی کوئی۔“ بھتے مانگی تھی۔ ورنہ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ تم تھوڑا انتظار تو کر تیں۔ میں اوتھی ہی آتا اب بھی آؤنا ہوں۔“

”کتنے خود غرض ہیں آپ۔“ ہر اعلیٰ ذر کے جاتے ہوئے بھی اپنے لیے روزن کھلا پھوڑنا چاہتے تھے۔ بھتے انتظار کی سول پر پڑھا کے۔“

”شاید تمہاری محبت میں وہ اثر ہی نہیں تھا کوئی۔“

”رکوئی۔“

”وہ کی گرا یہ ہے رکنا نظرور ہے،“ اس نے مزکر دیکھنا تک آوارا ہے تھا۔

”اوہ۔“ پیغمبر کی تھا۔؟ دل کی۔؟ نثارت۔؟“ پھر وہ تقدیم اگاہ کے پس پڑا۔

”بجھے لیکن نہیں آرہا۔“ یہ کوئی جسے میں پیش کے جانتا ہوں یہ ذری ہے۔“

”تم کوئے مزالیا ہی نہیں۔“ تم تھوڑا انتظار نہیں کر سکتی تھیں، کہاں؟“ اس کا الجھ بیٹھا۔

”آے۔ آپ۔ آپ کیا کہ رب ہیں؟“

”مکہ میں کرنا چاہتا ہوں مجھے میرے سوال کا جواب مانے الیا۔“

”تمیں میرا کہ انتظار کرنا چاہیے قاؤم،“ پاہتا۔

”چیز میرا راست پھوڑتے۔“

”رر رر!“ آپ کا بیٹھنے کی تھیں پھر بیٹھا۔

”سر را!“ میں نے وہ پتا بھی تمہارے ایک مطالبے پر کیوں۔؟“

”تمہارے لیے راست پھوڑ دیا تھا۔“

”اوروہ کسی اور بھوپی اور دین اپ کا بھال ہے۔“

”سے روپان۔“

”رر رر!“ پر زور اندر لیکن کلر سرکر را اس سر را!“ نہ ماں بن کا نیما۔ تھا۔ انہوں نے اسی آپ سے

حامد مسعود نے سرتختنگا اور بیوی پر بات کئے۔
دھناش تم اور تمہارا بیٹا فرحان بھی اپنا داماغ استعمال
ر لیں گے۔ تو وہ جائے کاکیں لبوں سے انکھیں۔

کوہل نے نجی جانے والا سامنہ ڈونٹے میں نگالا۔
رنجھ میں رکھتے کے بعد کاؤٹر ساف کیا۔ والا منس
ف کرنے کے بعد تکش والی ٹھیکی کے سیدھے اندر داخل
ہم۔ انہوں نے لائٹ دیوارہ آن کیس۔

”اکوئی کام بے مائی؟“
”ایک کپ کافی بنانا تھی۔ تم جاؤ شاباش۔ میں
نالیتی ہوں۔“

”بھی نہیں۔ آپ جائے میں بنائیں ہوں۔“
”اک کر کافی ہے تھے بٹا۔“

ایک پانچ سو بیس
”وہی تو میں کہہ رہی ہوں کہ ایک کپ کافی ہی ہے
ہے آپ جامِ اس اپنے کمرے میں بنا کے لاتی ہوں میں
آپ کے لیے“
امر نے نر نر آن کر کے اپنی خیز ہایا۔

”میں کہاں چلتی ہوں اُنی رات کو کافی نیند ہی اثر
جاتی ہے۔“

بُش بُش
”جی پتے بے مجھے۔ میرا کئنے کا مرطلب تھا مابوں
کے لئے۔“ وہ نہیں چھیننے لگا۔

"اڑے نہیں مٹا۔ یہ تو نادل نے بنانے کے لئے کما تھا۔" کوہل کے ساتھ ایک دست پر گھنٹے "اب اگر تم نے اُس کھاں میں لی بے کہ مجھے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگائے رہتا تو نمیک بے بناؤ۔"

وہ پچھے کرنے ہی والی صورت کہ وہ باہر جانے کے لیے مزید
جائز ہے۔

جاتے جاتے وہ کہہ لئیں اور کومل بے بسی ۔
کھو لتیاں کو دیکھتی رہ گئی ۔

”جیسے تھے اس نے کافی کامک تیار کیا اور میرے قدموں کے ساتھ عامل کے کرے کی جانش بڑھی۔ مل ہی مل میں اس کے دباں نہ ہو ن

بے کار پریشان: وورہے ہیں۔ ”
بے کار بات نہیں ہے سعید! ہمیں یاد رکھنا
وکر کوں اور عامل کا یار شترن چکا ہے ”
کے ”

کو پکا بے ہے تو یہ نظر
نہ مرف بینے کی محبت میں اس حقیقت سے نظر
بی پور۔ ورنہ ایک عورت کی حیثیت سے اچھی
جانی ہو کہ کوئی اس وقت کن حالات سے

ری ہوں۔
”اپ کا وہم ہے وہ فرحان کے ساتھ ماشنا اتم
نوش اور مطمئن ہے۔“
”انہ کرنے والے خوش ہی رہنے۔“
برامت مانے گا مگر ایک بات کہوں گی۔“
”کہوں“ وہ مسکراتے جیسے جانتے تھے۔ عینہ کیا

والی ہے۔
کوئی کو میں نے کبھی آپ کی بھانجی کی حیثیت
نہیں دیکھا۔ آپ کے گزر جانے کے بعد جب وہ
لہر میں آئی تب سے اُنکراپ تک میں نے

بیتِ نن ماٹا ہے۔ ”
”میں جانتا ہوں مجھے تمہاری محبت پر کوئی شب
کی میں صرف یہ چاہتا تھا کہ بیٹے کی محبت تم اپنے اتنے
لئے ہو جائے کہ اس سے یہ دسرے کی حق تلفظ

”نہیں اسی بات میں آپ کے لیے ہموں کی آکار کو مل کر
اپنی اولاد کی طرح یہاں ہے۔ مگر اس کی محبت و خواہ
ہماری نہ کریں کہ ہماری اپنی اولاد کی حق تلفی ہو یا اسے
انتہا انصافاً ہو۔ آپ نو سرف کو ماں کا وجہ سے

لی فضورت ہے اور آپ اسے اکیلا کرنا چاہتے ہیں
اللّٰهُ نَّاهٌ سَكِّحْ رَبِّكَ تَعَالٰی مَنْدَبْ

”میکھاٹ بھاری، وہ نمایہ میں سرپ۔
”بس بس رہنے دیں۔ یہ چائے پینیں اور
ذب پڑھیں اپنے دماغ کو ادھرا، ہر بجکنے کے لئے
خوبیں۔“

تمہری بسی مہوات دہان اڑاتے رہتے ہو۔ ”
”عینہ ہے نہ سرزنش کی۔
”پھر وہ فرمائیں بے چارے کو اس کی مرضی کا لئے
” ”

میں میلے چاہیں؛ لیکن بولے تھے کہ سرسری سے
جسے میں مانندیں خامد نے لفڑی چھاتے چھاتے اسے
کہ فورتے دیکھا۔
”میں پڑھ رکھتا۔“
”کیا الجھن ہے؟ کیا آفس کی کمی
پر الجھن ہے؟“

”تمیں۔ شکر سے فردان نے سب پتوں اسے
سب جال لیا ہے کہ کم از کم آپ سماں کی جانب سے منٹے کئی
نکر نہیں ہے۔ میں عادل کی جانب سے چھو کر ہاں تیرا
ہوں۔“

”کھنک کے ہیں؟ کیا مطلب؟“

”تم بھاگ فرماں۔“ برتقان سمنے گئی۔

"کمل شرمن سے ہی ایسی ہے۔" ناول نے ایک پور نظر اپنے والی۔ "انہی تعریف سن کر اس کے ہن لی او میں تک خوب جاتی ہے۔"

فریزان بنتے ہستے رک گیا، جیسے عالی کی بات بھنٹے
بچکش کر رہا ہے۔

لی صورت ہوئی ہے، وہ برآمان نہیں۔
”یہ اس کام ہرے، وہ اس کمر کا برآیٹا ہے صبح کا
بھولا شام کو گھروالپس آیا ہے۔“

”سعدہ! ماہان اس کمر کا برآیٹا ہے مگر ہم فریزان کے
نیز، اپنے کرکے اور نئی بات تعمیری۔“

مالک مسودہ نے دنول کے چمپے پاری باری ایک

"نماں پھر تم نے کیا سچا ہے آئے کے بارے
نظر انداز میں لکھتے تھے اس نے پھوٹا ہونے کے باوجود
بڑے فراہم بھلے ہیں۔ یہ گھر اس کا ہی ہے
اس کیا قیمتی رہتی ہے یہاں۔"

کے رکیں، حامد مسعود کے ساتھ کتب
اور کتابیں بخواہی پڑھتے تھے۔ اور اس کی بیوی بچی؟“
”مگر وہ منہمک نہیں بلکہ خوب نظر آرہے تھے۔“ لیا فردان نے عامل کے یہاں رہنے پر اعتراض
کیا۔ کہ کسی کھنڈ میں شر کیا ہے؟“

یہ پڑھے۔ اسی سے ای تراں میں اس بچہا مرنے کے لئے رہا
کام کے ہے؟“ دوپنگ کے رکھ کے خالی کویںل رنسے کی اجازت دینے سے پہلے
بیٹیں فردان خاص طور پر کوئی کے بارے میں ضرور
بچھا رہے کہ کسی خیال میں کم تھا / بچھا چاہئے تھا۔

”بُس۔ یونہی کہے“
”دکوئی بات تو ہے، تم اس طرح مجھے نہیں ہو۔“
”میری طبیعتِ محیک نہیں ہے“
”طبیعت یا مزاج؟“ سے نہ بولینا چاہیں۔
فرحان چپ رہا اور رمبوٹ سے ڈھینل پر چینل
تارہا۔ نادل نے اس کے ہاتھ سے رمبوٹ لے کر میں
ل آف کر دیا۔
”دکوٹ سے بھی بات نہیں کر رہے کوئی ناراضی
ہے؟“ رنار، رنار سے بوللا۔

کے بیان میں اسی کچھ نہیں ہے ”وہ بے زاری ہے بولا۔“
”تم بتاتا ہے چاہو تو وہ سری بات ہے مگر کچھ نہ کچھ
ہے ضرور۔ صبح سے تم دنوں بدلتے بدلتے لگ
رہے ہو۔ ضرور رات کو کچھ ہوا ہو گا۔“
”آپ ایک ہی بات کے پتھرے کیوں پڑھتے ہیں؟ کچھ
نہیں ہوارات کو۔“
وہ حقیقتاً ”اس جرح سے تین آگیاتھا۔
”پھر ہو سکتا ہے تم نمیک کہہ رہے ہو۔“ عامل
فوراً ”متفق ہو گیا۔“ ویسے بھی رات کو تو کومل کا مسوہ
بہت اچھا تھا۔ کافی درستک ہمیا تمیں کرتے رہے۔“
فرحان نے چونک گر عامل کو دیکھا، وہ اپنی ہی روٹ میں
کے باقیا۔

”لقرپا“ بارہ سازھے بارہ بجے تک، تب تک تو
ت اچھا تھا اس کا مسودہ۔“
فرحان کا چڑو پتھر ملا ہو گیا۔
”اُرے ہماری گزیا اکیلے اکیلے کھلی رہی ہے۔“
سعید نے اس طرف آتے ہوئے کہا اور گزیا کو اٹھا لیا۔
”اے مجھے دیں امی!“ عادل کی فرماش پر سعید
نے گزیا اس کی بانسوں میں روئے روئے دی۔
”اب تمہارے پاس زرانہیں روئی۔ مانوس بھوتی
ہے تم سے۔“

”دوچھے بھی ہمیں لمحائے اور سارا سرگزشت بڑی
کے نہ سہو تو میں نیپکن لے کر آتی ہوں۔“
کمول گزدیا کو فلور کشن پپ بٹھا کے چلی گئی۔
”تم بہت چپ چپ ہو آج؟“ عامل نے فرحان کو
کریدا۔

کیا۔ ”کسی کو اس میں شریک نہیں کیا اگر قست مکر
لکھتا تھا کہ تم بن بلائے اُو۔ تم آج لئیں۔ اسے کچھ
س۔ جذبے کی پچھی پکارے بھاگ تھارے بغیر مکر
پلپریٹ سن کے کر سکتا تھا۔“ ”اُن نے ابھیں بھرے انداز میں لیک کو دیکھا۔
”آج ہماری دینک اپنی اور سری ہے کول۔“
کول دنک کھاگ اچھی۔ ”دیمک دو سال پلے آج ہی رات تم میرے اتنے
بھیں اتنے قریب تھیں کہ میں۔“ کول نے نفرت کے زبر سے بھری نظر اس پر والی
باہر جانے کے لیے دروازہ کھولا۔ مگر عادل نے لپک
اس کا باقاعدہ تمام لیا۔ ”میرا ماں تھوڑیں۔
کیا سمجھیں ہو؛ راستیاں نہیں کول؟“ ”میں کہتی ہوں میرا ماں تھوڑیں۔“
”یاد تو ہوگی“ کیسے بھول سکتی ہو، تم کہتے ہیں عورت
ندگی میں آنے والے پہلے مرد کو بھی نہیں
ور عورت اپنی تذلیل بھی کبھی نہیں بھولتی۔“ ”
لے نے جھینکے اپنا ماں تھوڑا اور باہر نکل لئی۔
”مر جھن جسما مرد اپنے منہ کا نوالہ کسی اور کی پلیٹ
نہیں کرتا۔“

سونا میں کمی بولی۔ مگر نجات کیوں اس کی دنائیں قبول نہ ہوئیں۔ یعنی سی دستک کے بعد کچھ سکنڈ توقف کرتے ہوئے اس نے دروازہ ہولا تو شیم تاریکی میں وہ سامنے ہی لینا تھا۔ بنیہ ایک لیک بھی رکھا تھا۔ جس پر ایک موم تی روشن تھی تو اس کے بڑھی اور بنیہ سے خاصے فاعلے پر رکھنے والی ہی مکر کر دیا۔

”آج ہماری دنیہ نک اپنی اور سری ہے کوئی۔“
کوئی ڈنک کھا کے اچھی۔

”بے گانے سے انداز میں اس زکرا کی دنائی میں کمی کر دیتی بولی۔“

”پتے ہے کوئلے میں تم سارے بارے میں اسی قریب تھیں اتنے قریب تھیں کہ میں۔“ کوئلے نفرت کے زبردستی کا فتح اسی سچ رہا تھا۔

کوہل کے پورے سراپے پر ایک تاگواری چھاگنی۔ وہی بھل آواز۔ اور باہر جانے کے لیے دروازہ کھولا۔ مگر عامل نے لپک کے اس کا باہتھ تھام لیا۔

نہیں ہے ”میرے بارے میں سوچنے کی آپ کو ضرورت
کیا کہیں ہو؛ راستیاد نہیں کوں؟“

”سوچیں غرورت کی نہیں یادل کی محاج ہوتی ہے۔“
”میں کہتی ہوں میرا تھوڑے جھوڑیں۔“
”یاد تو ہوگی“ کیسے بھول سکتی ہوں، کہتے ہیں غورت
انہی اور اس کے قریب آیا۔
”آپ کی یادل بے اس کاران ہونا چاہیے جس کے

ساتھ آپ نے وہ سوال گزارے ابھی یا برتے جیسے
”اور عورت اپنی تذمیل بھی کبھی نہیں بھولتی۔“
اس نے جھٹکتے اپنا ہاتھ چھتر لاما اور یار نکال کر
”بھی تھے۔“

"بل۔ گھر میں کیا آگلوں۔ میری یادوں پے اس کا
ان بے جس کے ساتھ میں نے دو دن بھی نہیں
اور مجھے جیسا مرد اپنے منہ کا نوالہ کسی اور کی پلیٹ
میں جاتا نہیں دکھ سکتا۔"

لزارے نہ اٹھے۔ نہ برسے۔ صرف چند چنے
خجھوایا اللہ اب ساری زندگی ہے چھاگئے ہیں۔ ”

کوٹل ناوار ہو۔ جھنزوں کی زدیں پڑھیا۔
جن چند جھنزوں ناوار ذکر کر رہا تھا۔ وہ یہندگانے کوٹل کی

اول ایک بار پھر اسی عنیٰ اور طیش کے عالم میں
بچہ بخوبی اپنے گمراہے تک آئی۔ اس کامل چاہ رہا تھا

میرے اور فرمان کے پر شتے کے بارہے میں نہیں / مگر اندر آتے ہی وہ سختکار کے زک گئی۔

فرمان بانو پہ باتھو دن بھرے سورہاتھا۔
لکھتے لکھ کر لکھتے کالما ظہی کریں گے، تو کر رہا۔
لکھ رہا، ولے اسی لئے قرآن کی رات اسکے علاوہ چلتی بینہ تک آئی۔ فرمان کے پاس بینہ کے اس نے

”تب بالکل کو مل جیسی لگتی ہے سے نا ای؟“

”تمیں غور سے دیکھو۔ سارے میں نقش فرمان کے ہیں۔“

”ہاں شاید ناک تو بالکل فرمان خیکی ہے۔“

وہ جوک کر گزیا کے ساتھ پہ پار کرنے لگا۔
فرمان کو نجات کیوں بجیب تی بے چینی ہوئی۔
”خبر کہاں رکھا ہے آج کا۔ تمہارے ابو کو
چاہیے۔ باں یہ رہا۔“ سعیدہ اخبار لے کر اپنے کمرے
میں پڑھیں۔

عادل یغور پیار بھری نظروں سے گزیا کو روکھتا رہا۔

”نمک کہہ رہی ہیں ای! یہ تم سے زیادہ ملتی ہے۔
وہی آنکھیں، وہی ہونٹ، وہی ناک، وہی ہاتھ پیر۔
دیکھو بالکل تمہاری جیسی لمبی لمبی انفلیاں ہیں۔“

فرمان نے نارمل ہوتے ہوئے مسکرانے کی
کوشش کی۔

”مگر اس کے پانڈے کے نیچے جو بھوراتی ہے، وہ
بالکل کو مل جیسا ہے۔“

فرمان کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

”کیا ہوا؟“ عادل نے اسے اغطراب کے ساتھ کھرا
ہوتے دیکھ کر پوچھا تھا لبے لبے ڈگ بھرتا دہاں سے
نکل گیا۔



گزیا کو کل رات سے بخار تھا۔ کو مل اور فرمان
اسے رات کو ہی ڈاکٹر کے پاس لے گئے تھے لیکن
نجات کیا وجہ تھی کہ دو اکا کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ بخار اترتا
تھا پھر تیر ہو جاتا تھا۔

”اس کا بخار تو کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا۔“
سعیدہ نے تشویش سے کہا۔

”فرمان سے کہا تو کہہ کر شام کو ڈاکٹر تک پڑاں۔ سر کڑا میں آدھے گھنٹے تک پہنچتا ہوں، لے جاتا
رہے۔“

”شام کو کبے پت تک پکی بے حالی ہذبائی گی؟“ رک سر فرمان نے فوراً کام ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔

”تو کہا شرم میں کوئی اور چالنڈ اپسیٹ لئے نہیں۔ بچوں
رک رک رک رک رک رک رک رک رک سکے معاکلے میں لاپرواں نہیں کرنا چاہیے۔“

اسے جان بوجو کر پر جانا چاہ رہتے ہیں۔ میں اب اور چپ نہیں بڑاں تھے۔ اس فوجن کے ساتھ ایک چھٹے کے پیچے نتاب نامنہ بے۔

مکراہٹ ناجواب آئی تھی سے دیا۔

”میں کب سے تمہارا انتشار کر رہی ہوں فرمدیں! کہاں تھے تم؟“ اس کے اندر آئے پن اس کی جنوب لکھی گئی، نہ عالم انداز میں بنیے کے سر پر۔ نکٹ پیدا اس کا سراب تک جو کہا ہوا تھا۔ کافیوں میں ملائیں تی باشیں باز گشت بن کے گئیں رہی تھیں۔

”لتھے جھونے پیں حال بھائی!“ میر انبوں نے میرے اور کوول کے درمیان ایک ناط نہیں کیوں پیدا کرنا چاہی۔“

وہی سبق ربا تعجب کوول کی بات پر چونکا۔

”جسھے تم سے ایک ضروری بات کرنا ہے فرحان۔“

”ضروری بات؟“

”باں میں نے بست کو شش کی کہ اس کی نوت نہ آئے مگر میرا خیال ہے اب اسے زیادہ دیر تک چھپا ہا صحیح نہیں ہے۔“

”کیا بتانا چاہتی ہو تم؟“ اس نے خوف زدن انداز میں سرگوشی کی۔

”فرحان! میں جو کہنا چاہ رہی ہوں اسے بلیز تھاں سے مندا۔ میں بست دنوں سے یہ کہنا چاہ رہی تھی میر کو اور کوول بھی۔“

”میں یہ غلط ہے“ ہے بے یقینی کے عالم میں بڑھنے لگا۔

”میں یقین نہیں کہ سکتا جب تک کوول یہ بات خود بھی نہیں بتائے گی۔ میں بھی بھی یقین نہیں کہ سکتا۔“

”وہ کہنا چاہتی ہے مگر رتی ہے۔ اس بات سے کہ تمہیں دکھنے ہو۔ اس بات سے کہ رشتؤں سے تمہارا تمہارا نہ انہ جائے۔ شاید ہست کر کے کہہ بھی دے۔“

فرحان نے شلکہ انداز میں اسے دکھا اور سر تھکا بند ہو گئے۔

”مجھے لگتا تھا یہ بات سن کر رشتؤں سے تمہارا اعتبار اٹھی جائے گا۔“

وہ پہنچاتے ہوئے کہہ رہی تھی اور فرحان کے مل میں عامل کے انسانوں سے بن کے اترتے جا رہے تھے کوول بے قراری سے کرے میں شلکہ بھوئی فرحان ”اس بات سے کہ رشتؤں سے تمہارا اعتبار نہ اٹھا۔“ اسی یہ دو الی سوال کے اس وقت میں کیا کر رہا تھا۔ ررر ”میر کے نہ بے جی سوچ پر کیسے تھے؟“ تر را کر سر گھر کوں نہیں بھی کہتے ہی تمہیں بھولنی۔ میں چاگیا تو ”میں۔“ فرحان نے اس کی دل جلانے والی کیا کہ پھر سے تمہاری وجاء کی؟ میں اس سے بستر

”زندگی کوول کے بارے میں ہے۔“ وہ سر انداز ایک کوول کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ یہی میں سماں میں شامل نہیں تھا۔“

”آپ۔“ فرحان نے تملا کے پیچے کھٹا چاہا۔

”بہت نہیں آرہے مجھ پر؟“ نعلیل نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

”آنا بھی چاہیے میراں میں میرا تصور سے جو وہ بارے اس میں میری بھی تامل نہیں۔“ تھلکی شاید کوول کی بھی نہیں ہے۔ تھنے ایک بار پھر اپنے سامنے دیکھ کر اسے خود پر اختیار نہیں رہا تو کہا۔“

”آپ کہنا پا چاہتے ہیں؟“

”میہ کر نہیں گزری۔ اسے صرف اپنے بھائی نظر آیا ہے۔“ اس کے چہرے کے پیچے ہٹھنے سے نظر نہیں آ رہا جس سے اس نہیں کیا۔ اس کی باتیں کوں مرا بحالات کے اس نہیں کے ہو گئے ہیں کہ صاف صاف بات کیے بغیر کوئی چارہ نہیں۔“

”یہی ساف بات؟“ فرحان کا روایا روایا کر رہا ہے۔ کیوں؟ میں وہ رہا ہے۔ یہ نافذ کو۔ شاید اپنی لذتی اور سادگی کی وجہ سے نہیں فرحان کو سب بتا دیتا چاہیے آکے اسے بھائی پر جو اعتماد ہے دہ بھلا نہیں دیائی، ورنہ میں پہلی بھی نہیں آتا۔ اب بھی چاہوں تو تکل کا سورج اٹھنے سے پہلے یہاں سے چاہا جاؤں مگر میرا نہیں خیال کہ اس سے تمہارا کوئی بھلا ہو گا۔ تم سمجھ رہے ہو تو میری بات؟“

فرحان نے فیض چہرے کے ساتھ انکار میں گردن بدائی۔

”رکھ فرحان۔“

نہ اتنی میں بینخا سکریٹ پھوٹک رہا تھا؛ بہ ماں کو آتے دیکھ کر اس نے سکریٹ نے پیچنہ اور اندر کی جنپ قدام بھاگ کے

”دکھو، مجھے انداز نہیں تھا کہ کوول اب تک مجھے میں نہیں ایں۔“ اس نے کھڑکی میں پہلی بھی نہیں آتا۔

”عالی،“ اس کے سے ”ہم دنوں کی زندگی سے نکنا ہی ہو گئے۔“

”رکھ ایں اسی کے اسی دل بھائی تو بھلک اسی کے پار تھا سر کر کر لیتے ہیں۔“

”لیں؟“ اوس فرحان ایسی باتیں کہا ضروری ہوتی رہیں ہیں جو الی سوال کے اس وقت میں کیا کر رہا تھا۔

”سر ہر تھا سے تھی بھی کروئی ہوں۔“ میں دو سال بعد آیا ”میں۔“ فرحان نے اس کی دل جلانے والی کیا کہ پھر سے تمہاری وجاء کی؟ میں اس سے بستر

فرحان نے ایک نظر کوں کے چہرے پر ذاتی جان دکھ اور درد کی ان کی دادستان رقم بھی اور دوسرا نظر عامل کے چہرے پر ذاتی جس کا جنگ فتنہ ہوا تھا۔

”یہ کہہ رہا ہے تم مجھے چھوڑ دے کے اس کے لیے چھوڑ دے مگر بتا دو اسے کہ تم میرے لیے اسے چھوڑ نہ والے ہو۔“

”کوں؟“ حیرت سے وہ اتنا ہی کہہ سکا۔ عامل نظر چھارہ تھا۔

”تم نے رات ہی تو مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم اپنے بھائی سے ان تیس دنوں کی اس ساری اذیت کا حساب لو گے جو میں نے انھیں۔“

فرحان نے ایک چبیتی نظر عامل پر ذاتی کیا کچھ نہ تھا اس نظر میں۔

”بس فرمان! میں اب اور برواشت نہیں کر سکتی، اس گھر میں یا یہ رہے گا یا میں۔“

”کوں! بُوش میں رہو۔“ سعیدہ نے دافظت کی۔

”وہ اس گھر کا بڑا بیٹا ہے۔ اس کھڑپہ جتنا حق تمہارا ہے، اتنا ہی عامل کا ہے۔ تم رشتون کا الحاذب بھی بھول گئی ہو؟ کتنی بد تینزی سے بات کر رہی ہو۔ پہ بھی ہے کہ یہ تمہارا بڑا بیٹا ہے۔“

”میں تو جانتی ہوں گھر اس گھر کے پرے بیٹے نے یہ بھاڑا رہا ہے۔ یہ مجھے اسے چھوٹے بھائی کی بیوی نہیں، اپنی چھوڑی ہوئی یعنی مجھتا ہے۔“

سعیدہ نے سوالیہ نظریوں سے عامل کو دیکھا۔

”کیا یہ حق ہے عامل؟“

حام سعیدہ نے مستخط کرتے ہوئے سوال کیا۔

”ابکوں کر رہی ہے یہ۔“ عامل بازی اٹھتے دیکھ کر بوکھلا رہا۔

”یہ خودا ب تک فرhan کو قبیل نہیں کر پائی، اس نے مجھے اس کیا تھا کہ میں فرhan کو یہیں دلانا۔“

”بھوت مت بولو۔“ کوں چاہی۔

”تم ایک ایسے فیض ہو جو اپنے لیے بڑا بھلی رکھنا چاہتے ہو۔ تم مجھے چھوڑ کے گئے تو یہ سوچ کر کر ایسا تھا۔ جب بھی واپس آؤ گے تو میں تمہارے ول بدلانے کا

بے کچو۔“ اس نے کچھ اور بھی مزالیا۔

”بھٹکا چاہتے ہیں آپ؟“

”لہجیں طلاق دینے والا ہے۔“

”بیکوں کو رس کر دے ہیں آپ؟“ وہ چلا انجی۔

”لہل میلے اسی کاون آیا تھا مجھے ابو کا یہ حکم نے کے لیے کہ میں تمہیں طلاق دے دوں اور میں نے دی۔ آج وہ حساب برابر کر رہا ہے، میرے نے تمہیں طلاق دے کر۔“

”بکواس کر رہے ہیں آپ۔ جھوٹ بول رہے فرhan بھی ایسا نہیں کر سکتا۔ نہیں کر سکتا ہے۔“

”لہل انداز میں چھتے گل۔ اس نے نزدیک رکھے یاں تھامار کے پیچے گراہی۔ عامل کے لیے اس کا

چڑھل خلاف موقع اور شدید تھا۔ وہ محبرا کیا۔ اس نے نزدیک انداز میں ادھرا خرد کیا۔ سعیدہ ہاتھ پاؤں

خلاۓ ہیں آرہی تھیں۔“

”بکیا ہوا کیا شور ہے سرپریز؟“

”ای۔ ریکھیں۔ بتا میں انہیں۔ فرhan ایسا کری ہی نہیں سکتا۔“ وہ سعیدہ کے گھلے گھنی اور بلکہ کوئی نہ لگا۔ وہ منظر سے غائب ہوئے کے چکر میں تھا کہ

فرhan کی گاڑی کا ہارن ایک تو اتر سے بختی گا۔

”ہبوا کیا ہے؟ کیا کرو لا فرhan سے بتاؤ تو سکی۔“

سعیدہ اس کی پشت سملاتے ہوئے بوجھا۔

”عامل تم ہی کچھ بتاؤ۔“ عامل کھکھنے کو تھا کہ سعیدہ نے روک لیا۔

”تو فرhan ایسا۔ اسی سے پچھتی ہوں کیوں لایا تھیں۔“

”فرhan آگیا۔“ وہ سعیدہ سے الگ ہتھے ہے۔

بے تالی سے باہر بھاگی سنادل کے پیروں تلے سے زمین نکٹئی۔

”کوں۔ بات سننے۔“ وہ ہر حال میں اسے رو لانا پاہتا تھا مگر وہ فرhan کے سامنے کھڑی تھی۔

”فرhan اسے بتا دو کہ تم ایسا نہیں کر سکتے۔“

”میں تمہارے علم میں لے آؤں کے۔“

”یہ جم کے اپنی بجک بنا دکھاتا تھا، اس نے باقاعدہ کھڑا کر کے اسے سنبھالے ہے۔“

”بی۔ بس کوں۔ تمہیں کچھ بھی کہنے کی ضورت نہیں۔ میں سب جانتا ہوں۔“

”تم جانتے ہو؟ اس کے باوجود یہ بھی تم ہے۔“ وہ حیرت سے کہنے لگی۔

”میں تمہارے منہ سے سنا پاہتا تھا۔“

وہ دکھ سے چور چور لپٹے میں کہ رہا تھا مگر کوں تو

صرفیہ بیان کے ہی مطہر ہو گئی کہ اسے اس کڑے مرد سے کمزور نہیں پڑتے گا کہ ایک بھائی کو

دوسرے بھائی کے ہلکا غرام کے بارے میں بتا پڑے۔

”تو اب میں مطمئن ہو جاؤں؟“ دلوں بعد وہ کھل کر سکرائی۔

”ہا۔“ وہ جاؤ۔ وہی دھماکا دیو تھا جاہتی ہو۔“

”چ؟“ اس کے لپٹے میں اتنی خوشی گئی کہ وہ اس کو جو محسوں کر کے کنت کر رہی گی۔

وہ ہلکی پھٹکی دوچکلی تھی۔ اس کے شریک حیات

نے اس کی ساری پریشانیاں ساری نکریا اپنے سر لینے کا وندہ کیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ وہی توڑے

بیوی کا ساتھ دتے کر بھائی کے خلاف کھڑے ہوئے کا فیصلہ فرhan کے لئے مشکل مرحلہ تھا۔ شاید اس لیے وہ اپنے کاشکار تھا لیکن چونکہ وہ جانتی تھی کہ وہی شمع

ہے اور فرhan کو ہر حل میں نادل کی حرکتوں کا ستد باب کر رہا چاہے، اس لیے اس نے فرhan کی نیر معمول سنجیدگی اور تھوڑے کھوئے انداز دیکھا۔

”یہ تو ہو ہاہی سے۔“

وہ سر جھنک کے اپنے معمول مکے ہاموں میں رجھائے ڈرنے کے اس ساری صورت حال کا مزا لے رہا

رہنصوف تھی۔ اچانک اپنے اپنی پشت نے اکمی ہی سر جھنکا۔

نگاہوں کی پیش کا احسان ہوا۔ اس نے مزکر کھلا۔

”بالے! اوابے کوں! فرhan آج آفس جانے سے احباب تو قیع نہ عامل ہی تھا! اپنے کے ذریعہ اور وہ بھی مجھے کچھ بتا کے گیا۔

رر رکوں کی پیشانی ان گھنستہ گھر ایشکنوں نے ایسے ایتھر لگایا؟“ وہ چکر۔

سالنی تھیں اس گھر میں نظر آؤں گی مگر اب کے
دباڑ میں آکر تھیں بچے چھوڑا۔ مجھ سے وہ
بردار ہونا رہا اور جب تم خود کسی حکم کے ٹھکرائے جانے
کے بعد دنے والے تم سے یہ براشٹ نہیں ہوا۔ کہ تمہارا
بھول ایک ایسی خوشی اور محبت بھری زندگی تھی رہا
کی زندگی میں ذہر گولنا شرمن کر دیا۔

"تھیں کریں اب۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے،"

یادیں نام سعدو کو اپنی بے گلائی کا یقین دایا
چاہماں ان کا باعث اس کے چرے پر اپنا۔ نقش رقم
کر لیا۔

وہل فردین باندھ کھینچتے ہے متن بھرے انداز
میں کہہ دیتے۔

"فردین آتم۔ آتم اسے بتاتے کیوں نہیں کہ یہ ایسا
نہیں کہ ستا۔ ایسا کرنے میں بھی ہمیں بھی نہیں
ہے۔ آتم اسے بتا دیا۔ ایسا کی باتوں میں
میں آسکتے ہیں بھی ناطق نہیں بھی کرتے۔ آتم آخر
فرحان کے نام میں گھزا۔ وہل کو وہی رہا تھا۔

کوئی نہ اسے بھی ملن جھوڑا۔

"فرحان۔" فردین کے ہاتھ سے ٹائی چھپ کر کھینچتے
ہیں۔ اس کے ہاتھ سے بڑی خوشی ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوشی
کوئی نہیں۔ اس کے ہاتھ سے بڑی خوشی ہے۔

"میں نے کچھ نہیں کیا کوئی بیچ پڑھ کیمبو، ان کی
کوئی ابیت نہیں سے۔ رہی ہیں یہ۔ ہمارے درمیان
جسے تم نہیں، وہ اس کے کہنے سے بھی نہیں۔"

"طاقت کے پیوند" کوئی جملہ کرایک کانڈا اٹھا دیا۔
نفس ابھی کی بہت اتنے وہ فنا کر آتے ہوں۔

ایک دشہ، اس کھینچنے ابھی ابھی زندگی کی ملنے کے
اس کھستے تھے اور اس سر ارشتے ابھی زندگی ہوئی۔

اس سکوت کو بھی سعیدہ کی سکلی قذیقی دی۔ اسے بھی صرف پیر کرنے کو مگر۔

رکھ لے۔ اس کے پیوند اس کے ٹھکرائے کی ملنے سے کراہ اٹھا۔

رکھ لے۔ اس کے پیوند اس کے ٹھکرائے کی ملنے سے کراہ اٹھا۔

"کوئی سیری بات سنو۔" فرمائے۔
کر کے اس کے پاس نیا۔

"بات سنو۔" میں ہے کہل بن دی کھبڑا۔

"کوئی سمجھ ناطق نہیں۔" اپنے تو پاپ اتنا بھی اتنا

"میں نے اس پنکٹ نہیں کیا تھا۔ میں نے یہ قدم
بیٹھی نہیں آئھا یا تھا۔ میں نے اس پوچھا تھا اگر

"میری خوشی؟ اتنے دنوں میں تم اسی سے بھی نہ جان سکتے۔"

فرحان کہ میری خوشی کیا ہے،

"نہیں کوئی! تمہاری ذات تج بھی میرے لیے
انی ہی معتبر ہے۔ پھیلتک رو ان منور کانڈات کو،

بول جاؤ یہ سب کچھ۔ میں تم کھا کے کھتا ہوں کہ
بھی تم پر خود سے بھی زیادہ انتہار ہے اور میں دنیا کی کسی

بھی جیسے سے زیاد تم سے محبت لرتا ہوں۔"

اس نے کوئی کے باہم سے ایک بار پھر کانڈات
پینے کی کوشش کی تھا۔ اس نے باہم تھپے کر لیے

"ایسا ہے فرمان! ایک دن ایسا آتا ہے جب
اورت کو محبت اور اعتماد سے زیادہ تحفظ کی ضرورت
ہوتی ہے اور وہ تم تھجھے نہیں دے سکتے۔ تمہارے

سلات۔ تمہارتے ہوئے ایک شخص دیدہ
لیتی سے صرف تمہاری بیوی کو ہر اسال کر آر بمالہ
اے زمانے بھر میں دکوڑی کا کر کے رکھ دیا۔ تم اتنی

تمالی سے اس کا مسوہ بنے رہتے۔ نہیں فرمائے۔ اب
میں یہ چاہوں گی کہ تم ان کانڈات پر سان کرو۔"

"کوئی بیٹا! حامد سعدو نے مدعا خاتم کرنا چاہی۔
نہیں ہاموں! یہی وہ آخری چیز ہو گی جو نہیں اس لمحہ
ہے لے کر جاؤں گے۔" سعیدہ براشٹ نہ کر سکیں اور
انہی کے پلی سکیں۔

اس نے کانڈات فرمان کے سامنے رکھ اور تم
میں کیا۔

"تم ممتحنے کا عامل کے کہنے پر دیتے تو مجھے مکالی کی
مل لتا تھا میں خود لے رہی ہوں تو اسی میں بھی انی

عزت اور قار نظر آ رہا ہے۔ اتنی عزت تو دے دے
مجھے؟"

فرمان نے کافی تھوڑے قلم تھام۔
"عمرد فرمان! آنکو کوئی۔" سعیدہ کی آواز پر

دنوں نے سامنے رکھا۔

سعیدہ گزیا کو گود میں لیے گھری تھیں۔
"کوئی اتنے کماکر طلاق و آخری چیز ہو گئی جو تم

اس گھر سے لے کر جاؤں گے۔ کیا گزیا کو نہیں لے کر
جو لوگی؟"

"کوئی نہ ہے قرار ہو کے اسے بازدھا
میں بھر لیا۔

"میری گزیا میرے ساتھ جائے گی۔" وہ اسے بے
تباہی دھونے لگی۔

"مگر کیا؟" سعیدہ کے سوال نے اس پر سکتہ
ٹھاری کر دیا۔

"ایک بن باپ کی بھی کو بنا جھٹکتے کے بھی کرنا چاہتی
ہو تھے؟ نہ ہے گھٹکی۔"

"میں تو بھول ہی گھٹکی تھی۔ میرا کوئی میکہ نہیں۔
میں باب نہیں جو نہیں پناہ دے سکیں، اس لیے اس

لے جھٹکے اپنی ابا اور خود اداری کام کا گھوٹنا چاہیے۔ وقار
کو ایک طرف پیٹ کر رکھ دنا چاہیے اور اس شخص
کے ساتھ بے نیتی سے رہنا چاہیے جو نہیں تھک کی
ٹھری کسی کو دوں کر رہا تھا۔"

"یہی ابا جیا۔ کسی خود داری میں اسے ایسا اگر
تم کروں تو صرف متا کے لیے۔ کسی ماں کو اتنا بڑا
نیعل لینے سے پہلے صرف ایک اندرانی اولاد کو دیکھ لیتا

چاہیے۔ انہوں نے کوئی کے سر پر یاد کیجھ رہا اور
فرمان کو ادا کر دیا۔ وہ ہمانیت بھرا سائس لے کر

کانڈات پر پھوٹ پھوٹ پرزوں میں تقسیم کرنے
اٹھا۔

"کون جانے فرمان۔ تم پر زے ان کانڈوں کے
کر دے ہو یا اس انعام کے دو میں نے بارا ہے۔ کون

جانے ہم ساتھ ساتھ رہیں گے یا صرف انکھیں ہیں۔
اس نے گزرا کے ماتھے پر بوسہ ثابت کرتے ہوئے
سوچا۔

